وہان تھا اور ان روزون مندر دیو کے تحت مین ہے اور اہل فرنگ متصرف ہین اور تواریخ مین تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ کے عہد رسالت مین ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر وہان لائے اور وہ شہر اسکے نام پہونچا گیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئی ہین مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہین ہوا اور یہ بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا ہے براہمہ کا معبود ہوا اور بقول براہمہ کرشن نے وہان غیبت کی غرض سے یہ سلطان نصف رمضان مین بلدہ ملتان داخل ہوا کہ بیابان بے آب و علف درپیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و علف بار کرین اور بادشاہ نے خود علاوہ اسکے کہ مردم لشکر نے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خاصہ آب و علف سے بار کرکے ملتان سے آگے بڑھا اور اس بیابان خونخوار کو طے کرکے شہر اجمیر کے قلعہ مین پہونچا اور وہانکا راجہ سر راہ سے گیا تھا سپاہ سلطان سب الحکم بمراسم قتل و غارت مشغول ہوئی اور چونکہ اصل عزیمت اور ہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے مین مشغول ہوا اس میان مین چند قلعہ دیکھے کہ مردان خنجر گذار اور آلات و ادوات پیکار سے مملو تھے لیکن نادرہ والجلال نے ایسا رعب اور ہراس انکے قلبین ڈالا کہ بے حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہوگئے اور بلا جبر و کرہ مال و متاع ان قلعونکا اہالیان سلطان کے تفویض کیا اسکے بعد نہر والہ مین کہ پٹن گجرات سے مراد ہے نزول اجلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ دو بار کہ دانے بھی علف کثرت سے بار کرین اہلکاران حکم کے موافق کاربند ہوئے اور بسبب عجلت قطع منازل و مراحل کرکے سومنات پہونچے اور دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا سے اسکی فصیل مین پہونچے اور کفار شعار سر دیوار برآمد ہوکر مسلمانونکو دیکھتے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمہین یہان لایا اور ایسا کیگی تم سبکو ہلاک کریگا اور انتقام تمام اصنام کا کہ تمنے ہندوستان مین توڑے ہین تمسے لیگا دست و پا شکستہ کرکے ماریگا شعر روز دیگر کہ مین جہان پرعزو ہیبا فت از سر چشمہ خورشید نور نماز یان اسلام کا لشکر دار ۔۔۔ سپہر احتشام کے حکم سے زیر قلعہ جاکر جنگ مین مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی دی جب ہندوؤن نے جلادت اور شجاعت انکی مشاہدہ کی لاچار تیر اندازون کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اترے اور بتخانون مین کہ انکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جاکر سومنات سے مدد چاہتے ہوئے مسلمان فرصت وقت پاکر سیڑھیان قلعہ کی دیوار پر لگاکر چڑھ گئے اور ان پشتہ سے غلغلہ تکبیر کا بلند کیا ہندوؤن نے دوبارہ اتفاق کرکے جنگ آغاز کی اور اسوقت سے کہ نیّر روز فلکت رو سے امہر نے حصار فیروزہ فام پر اپنا نیزہ جھکایا اور واپس ملنے تک عروس چرگان کو اکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونون طرف سے تنور جنگ گرم رہا جب ظلمت اہل روبیت انتباج سے مانع ہوئی عساکر اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مسلح مکمل ہوکر معرکہ قتال مین بکمال اطمینان حملہ آور ہوئے از کہ سنان اور پیکان جانستان کی زد سے ہندوؤنکو بارہ سے آوارہ کیا اور بطریق روز گذشتہ زینے سے رکھکر اطراف و جوانب سے قلعہ پر ہجوم لائے **بیان ایام سومنات کی جنگ کا**

کفار نے فوج فوج سومنات کو بغل مین لیکر گریان اور بربان وداع کیا اور دار و گیر اور رہائی بار کا شور رسکے جب تک جہد کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو بتخانون کے اطراف و جوانب مین تھی وہ ہر طرف سے بقصد کمک کی اور جنگ پر آمادہ ہوکر صفین آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو انکے محاصرہ کے واسطے مقرر کرکے اس جماعت سے مقابلہ کے واسطے مشغول ہوا پھر فریقین بے جد و جہد لاکلام میدان رزم کو کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ اسکی

گرمی کی حدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہاے جوالہ کا دل مردم کارزار کے حال زار پر جلتا تھا اور امراے پرم دیو اور دابشلیم کے بیٹے وہ بیٹے پہنچے تھے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایک ضعف لشکر اسلام مین ظاہر ہووے سلطان محمود نے مضطرب ہوکر گوشہ مین جاکر شیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منہ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح و ظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا ہندوون پر ایسی شکست ہوئی کہ کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور منصور ہوا جب پچیس ہزار ہندو مشرکون کے مقتول ہو چکے بعد اس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوئے اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن و زندہ کار کہ وہ تخمیناً چار ہزار تھے دریاے عمان کیطرف متوجہ ہوکر کشتیون پر سوار ہوئے اور سراندیپ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے [illegible] کی تھی اور چند کشتی بہادرون کو سوار کرکے سنگ راہ انکا کیا تھا پھر محمود نے کشتیہاے کفار کے [illegible] کیا اور رجا بکدستی سے اکثر مشرکون کو انھون نے دریا مین غرق کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات کی سیر کی اور سیر قلعہ سے بتخانہ مین آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل دیکھی چنانچہ چھپن ستون مرصع اسکی سقف مین نصب تھے اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اسکا طول پانچ گز تھا دو گز زمین مین پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا سلطان کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ مین آکر ایک گرز کہ اسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اسکے منہ پر مارا کہ چہرہ [illegible] اسکا بگڑ گیا

ذکر سومنات کے توڑنیکا اسکے بعد حکم دیا کہ دو ٹکڑے [illegible] مین سے قطع کرکے غزنین مین بھیجے اور مسجد جامع آستانہ اور کوشک سلطنت پر ڈلواے چنانچہ آج کے دن تک کہ چھ سو برس سے زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین مین افتادہ ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور دو ٹکڑے سومنات سے [illegible] کے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈلواے اور یہ خبر بھی صحیح اور درست ہے کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا [illegible] کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کی عرض مین پہنچایا کہ اگر بادشاہ اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اسقدر زر خزانہ عامرہ مین داخل کرین ارکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی مین پہنچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے نجاویگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر اسقدر مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین [illegible] معلوم ہوتا ہے سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمہارا سچ اور مقرون بصواب ہے لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے [illegible] محمود بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن مشہور ہونگا بہتر یہی کہ دنیا اور آخرت مجھے محمود بت شکن [illegible] محمود بت فروش [illegible] خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ اسیکے حسن اتفاق کا نتیجہ اسی وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جو بت سومنات کو توڑا اسکے پیٹ مین سے کہ مجوف کیا تھا اسقدر جواہر نفیسہ آلی شاہوار برآمد ہوئے تھے کہ قیمت اسکی [illegible] سے بھی زیادہ تھی اور جب [illegible] کتب مین مسطور ہے کہ سومنات ارباب تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہے کہ [illegible] کہتے ہین ولیکن شیخ فریدالدین عطار کے قول سے خلاف اس بات کے مستفاد ہوتا ہے [illegible] بیت لشکر محمود اندر سومنات بیافتند آن بت کہ نامش بود لات [illegible] اور اس بیت سے واضح ہوتا ہے کہ سوم نام بتخانہ کا ہے اور نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا لات ہے اور لکھنے والا ان اوراق کا محمد قاسم خادم تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے مقرون بصواب ہے اور جو کچھ شیخ فریدالدین عطار نے ارشاد کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ اس اقوال کے نہین رکھتا ہے کسواسطے کہ یہ لفظ مرکب ہے سوم اور نات سے اور سوم ایک بادشاہ کا نام ہے اس بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے مانند بعلبک کے ایک ہوگئین

اور مشہور ہے ہوکر علم اس بت بلکہ اس بتخانہ اور علم اس شہر کا بھی ہو گئے ہیں پس اگر سومنات کو نام اس بت کا جانیں و یا نات کو تنہا اس بت کا نام رکھیں دونوں درست ہوں اور اصل معنے نات کے زبان ہندی میں بزرگ ہے اور لفظ جگنات کہ جو ہندی لغت میں مستعمل ہوتا ہے بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ اسکے جگ بمعنی خلائق اور نات بمعنی صاحب خلائق ہے اور بالفعل اکثر محاورات میں بطریق علم استعمال کرتے ہیں اور معنی اصلی ملحوظ نہیں ہے اور بتخانہ سومنات میں رات کو یا دن کو خسوف یعنی چاند گہن یا کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دو لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دور ممالک سے نذریں اُس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریہ جو حکام ہندوستان نے سومنات میں وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے باوصف اسکے کہ سومنات اور نہر گنگ میں مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک زنجیر طلائے خالص دو سو من کی کہ گھڑیال خواہ گھنٹے اسکے اطراف میں بھی گوشہ کنیسہ سے تعبیہ کی تھی اور ساعت معین پر اُسے حرکت دیتے تھے تو اُسکی صدا سے براہمہ کو عبادت کا وقت معلوم ہوتا ہے اور پانسو گائن ناچنے گانے والی اور تین سو مرد سازندہ اس بتخانہ میں ملازم رہتے تھے اور اُنکا مایحتاج جاگیرات وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسیطرح سے تین سو آدمی زائرون یعنی تیرتھ کرنیوالوں کے موئے سر تراشنے اور ریش اُنکی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیاں سومنات کی نذر خدمت کرکے اُس بتخانہ میں بھیجتے تھے اور اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود وافر اس بتخانہ سے خزانہ سلطانی میں داخل ہوا کہ عشر عشیر اُسکا کسی بادشاہ ہندوستان کے خزانہ میں نہ تھا اور تاریخ زین المآثر میں مسطور ہے کہ اصل اس بتخانہ کی کہ جس مقام سومنات تھا تاریک تھی اور اس مکان کی روشنی ایک جواہر کے شعاع سے تھی کہ قندیلوں میں اس بتخانے کے نصب کیے تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر چھوٹے بڑے بت سونے اور چاندی کے بیشمار دستیاب ہوئے تھے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہے **قطعہ** کعبہ و سومنات چون افلاک ٭ شد ز محمود و از محمد پاک ٭ این ز کعبہ بتان برون انداخت ٭ وین ز کین سومنات را پرداخت ٭ القصہ جب سلطان محمود سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی کسواسطے پرم دیو نے اسوقت کہ محمود عاقبت محمود قلعہ اور بتخانہ کے محاصرہ میں مشغول تھا جسارت کرکے سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے معرکہ میں شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان میں سدھار گئے تھے اور فتحیابی سلطان اور شکستہ ہونے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو بلدہ نہروالہ سے جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کندہ میں متحصن ہوا تھا اور سومنات سے اُس قلعہ تک کہ خشکی کا راستہ چالیس فرسنگ ہے اور سلطان جب بدولت وسعادت اس ملک کے حدود میں پہونچا دیکھا کہ ایک دریا نہایت عمیق اور عظیم اُس قلعہ کے دور کو احاطہ کیے ہے اور بظاہر اسطرف کو عبور ممکن نہیں ہے اردوے ظفر قرین کے غوطہ خورون نے سلطان کے فرمانے سے ہرچند غوطہ لگا کر تدبیرین کیں عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک ایک دہانکے غواصونکی جماعت ہاتھ آئی انھون نے متفق ہوکر عرض کی کہ فلانے مقام سے عبور ممکن ہے لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج میں آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قران شریف کے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امرا و سپاہ کے گھوڑے پانی میں ڈالا اور حضرت نوح علیہ السلام کے مانند آیہ فیض ہدایہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ ہوا پرم دیو اپنے نفس کی سلامتی سب امور پر بہتر اور مناسب جانکر اُسی تماشے سے گذر کرکے کہ جدید مجہولون کے لباس میں قلعہ سے باہر آیا ہوا

کسی طرف بھاگ گیا اسلیے یہ جوانون اور بہادرون نے داخل قلعہ ہو کر کفار مقہور کو تہ تیغ کیا۔ ذکر راجہ

پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اسکا اموال و جواہر ہاتھ مین آنیکا

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد انکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر نکالکر سلطان کے خزانہ مین کہ ہمیشہ بل مین مزید کرتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر و منصور ہو کر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور جو اس مملکت کو آب ہوا اور جوانان خوش صفت اور مرغزارہاے دلکش و آبہاے روان و راستہ فراوان مین ہندوستان کے دیار و امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال یہان مقیم ہو بلکہ پایہ تخت اپنا بنادے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرمادے اور بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد مین زر خالص کی کئی کانین یہان تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دار الملک کرے لیکن اسوقت مین ان معادن سے پیدا نہین ہے اور عجب نہین کہ اسوقت مین موجود ہون اور اس زمانہ مین برطرف یا غائب ہوگئی ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیساکہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور اواخر وقت مین زلزلہ کے سببسے غائب ہوئی علاوہ اسکے جزیرہ سراندیپ اور پیگو اور بعض بنادر اور جزائر مین اسقدر طلا اور یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ روز دن کے بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے ان جزیرون مین بھیجے اس مملکت کے اشیاے نفیسہ کو بھی اپنے خزانہ تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت قاہرہ نے از روے خیر خواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراسان کو کمال محنت سے مصفا کرکے اس پر جواہر نفیسہ نفوس کے فدا کیے ہین چھوڑنا اور گجرات کو دار السلطنت بنانا مصلحت ملکی سے بعید ہے اس باتنے سلطان کی دل پر اثر کیا اور معاودت کا عازم اور قاصد ہو کر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کرکے پسند کرو کہ ہمارے اس مملکت کے انتظام کے واسطے مقرر ہو اور حکومت کی مہار اسکے قبضہ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے آپس مین مشورہ کرکے عرض کی کہ جو ہمین دوسری جگہ اسی ثابت مین اتفاق ہو کیا ذ چکا اس ملک کے باشندون مین سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے سومنات کے فتح کے بعد اسی بارہ مین صلاح لی انمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ یہانکے اہل سے دابشلیمون کے حسب و نسب مین بہتر نہین ہے اور آج اس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین ایک مقام مین بیٹھا ریاضت کے مشغول ہے اگر سلطان یہ ملک اسکے سپرد کرے مناسب ہے اور ایک گروہ نے یہ بات تسلیم نہ رکھی اور گویا ہوے کہ دابشلیم مرتاض ایک مرد بد مزاج ہے ملک گیری کا دعوی کیا اور پھر بارہا اسکے ہاتھ اسیر ہوا اور جان کی امان پاکر بتخانہ مین پناہ لی ہے اور بسبب ضرورت ریاضت اختیار کی ہے نہ اپنے اختیار سے بیت سر کار عصار ازان دگر است :

کہ از کمند شش رسمان کوتہ است ۔

لیکن ایک دابشلیم اور ہے کہ عزیزون مین سے ہے کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ اسکی حکمت کے قول کو قبول کرتے ہین اور وہ فلان دیار کا حاکم ہے اگر سلطان از روے عنایت ایک فرمان اسکے نام صادر فرماوے وہ انکھوں سے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیساکہ حق نگاہ رکھنے کا ہے نگاہ رکھکر باج و خراج ہوکر قبول کریگا باوصف بعد مسافت کے ہر سال بلا عذر خزانہ عامرہ مین بھیجا کریگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت مین آتا اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت ساتھ اس وسعت کے سپرد کرنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ممالک کا بادشاہ ہو اور رکھے ہماری ملازمت سے شرف یاب نہ ہوا عقل و دین اور رسم سے بعید ہے۔

سپرد کرنا دارائی گجرات کی دابشلیم مرتاض کو۔

اسواسطے دابشلیم مرتاض کو طلب کیا

لکہ سادون
پچھے سون کی
کو ۳ سلطان
بادشاہی جو بہیشہ
کی روز بڑھاتی تھی
سکے باوجود انتظام
ہو جیسی ترکیب
نہر جو دریا سے
بعضے کتب
واضح ہو کہ
سونے کی
معلوم نہین
ہو تا ہے
بعضے کو
زمان کی
انکے جمع
اسکے کتب
یمن نبوت
بنادر آزادی
مثال
بادشاہ
...
ملکہ
بعضے نادیدہ
بیان ملکت ۱۲
نفوس جمع
نفس ۱۲
ناصر
کہنہ ۱۲

نہروالہ کی حکومت ساتھ اُسکے رجوع کی اور اُسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم او ملتزم کر عرض کی کہ فلان وانشلیم میرے
اقوام سے ہی اور میرے ساتھ مقام عداوت مین رہتا ہی جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا بیشک یہان فوج لاکر تنور
وغا گرم کریگا اور چونکہ مجھے ابتک عدت اور تمکن حاصل نہین ہی مین مغلوب ہونگا اگر سلطان میرے حال پر نظر عنایت مبذول
فرماکر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال مین کابلستان کے خراج سے دو چند خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان نے فرمایا
دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بہ نیت جہاد غزنین سے برآمد ہوئے ہین اگرچہ دو سال اور چھ مہینے کی مدت گذر گئی ہم اسکی مہم کو فیصل
فرماد ینگے یہ کہکر وانشلیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند ہی عرصہ مین اُسے مسخر اور مفتوح کیا اور راس الشلیم کو زندہ اسیر
کرکے وانشلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ ہمارے طریق مین بادشاہ کا قتل جائز نہین ہی بلکہ ایسا دستور ہی کہ جسوقت ایک
بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کراے اور دشمن کو اسمین
محبوس کرے ایک سوراخ اُسمین چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب و طعام اُسے پہونچا وے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُن
دونون حاکم غالب و مغلوب کی انجام کو پہونچے اور چونکہ مین ابتک دلیسی ایک جگہ محفوظ موجود نہین رکھتا بلکہ مجھے اسقدر استطاعت
نہین ہی کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھون اور جو ممکن ہی کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے ہوادار و جان نثار
خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھڑالے امیدوار ہون کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دار الملک غزنین مین لیجاوین جب
ایک گونہ میری مکنت ظاہر اور باہر ہو گی اُسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی مین بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا ایلچیان سرکار میری
استدعا پذیرا کرکے ارسال کریں سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس اور چھ مہینے کے بعد
مراجعت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا اور چونکہ برم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے
سر راہ تعبیہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال مین مصلحت نہ دیکھی سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ
مین بعضے مقامات مین بے علفی سے اور بعضے محال مین آب کی نایابی سے محنت تمام و سختی اتم نے افواج سلطانی کے حال پر
راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کرکے سنہ چار سو سترہ ہجری مین غزنین مین پہونچا کہتے ہین جسوقت کہ سلطان
بیابان سندھ کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو یہ امر قبول کرکے مسلمانون کا راہبر ہوا اور ایسے
راستہ سے لیگیا کہ اسمین دیہ مین آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کہین نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ سے
عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب پایا کہ مین
سومنات کے فدائیون مین سے ہون اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان مین لایا ہون کہ ہلاک کرون سلطان
یہ کلام خصومت التیام اُسکا سنتے ہی غضب مین آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکرگاہ سے برآمد
ہوکر صحرا مین گیا اور روے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے تضرع و زاری سے اس بلیہ سے نجات طلب کی اور جب
ایک پہر رات سے گذرا قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اُس مقام
سے کوچ کرکے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے اخلاص کی برکت سے ایسے
ورطۂ مہلک سے نجات پائی وانشلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ایلچی تحف و ہدایا سے
بسیار و مع جواہر اور خزائین بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مروت کے سبب سے اسکی روانگی
مین متردد ہوا لیکن جو ارکان دولت وانشلیم مرتاض سے مطمئن تھے عرض گذار ہوے کہ کافران مشرک پر رحم کرنا چاہیے او رخلاف کیا

کہ جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہی بہر حال اُس جو انکو دابشلیم مرتاض ایلچیون کے سپرد کیا اور جب ان لوگون نے اُسے
سومنات کی حدود مین پہونچایا دابشلیم مرتاض کے حکم سے زندان معہود یعنی وہ مجلس کہ جسمین قیدی رہا نہو آراستہ کیا اور
بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہی دابشلیم مرتاض خود اُس جوان کے استقبال کو شہر سے
برآمد ہوا تو طشت او آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑا دے اور اُس قیدخانہ مین پہونچا وے لیکن دابشلیم
مرتاض اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتاب کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک درخت کے
سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منہ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر آلہی سے جانور شکاری سخت چنگل نے رومال رنگین
کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا چنگل اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا دابشلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم زدن مین کور ہوا
اور چونکہ اُس عہد مین اعیان ہند معیوبون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان مین شور برپا ہوا اور اس اثنا مین
دابشلیم دوسرا آ پہونچا اور اُسکے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تھا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی
طشت اور آفتابہ دابشلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان معہود تک دوڑاتے لیگئے اور دابشلیم ثانی کو بڑے تزک و حشمت سے
تخت پر بٹھا دیا اور ان دین تو بتخانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر بنہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کا شانہ دولت
مین داخل کیا تمام ملک و نقد و جنس اُسکے تصرف مین آیا گو سکہ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی میر سوز کا
قول صادق آیا بیت پل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ؛ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہی ؛ سبحان اللہ کارخانہ
قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت و حکومت نہ قیام غربت و عسرت طرفۃ العین یعنی پلک مارنے مین دابشلیم مرتاض
نے جیسا کہ اُس جوان کے بارہ مین اندیشہ کیا تھا خود اُسمین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ ظہور مین آیا اور
اپنے کام مین متعجب ہو کر بجاے اشک خون اپنی آنکھ سے گراتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون اسمعال کو زبان پر لاتا تھا
فرد زچشم و دل بدن خالیم در آتش و آب ست ؛ بچشم بین و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ؛ سچ ہی بقول **مرزا رفیع** ؛
عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی ؛ فلک بال ہما کو دم مین سونپے ہو مگس رانی ؛ ارادت جیسون ایک کو تخت شاہی
سے اُتار کر دوسرے کو شکم ماہی مین نگاہ رکھتی ہی اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہی کہ سلطان محمود نے اس ولایت کے
بتخانون مین سے ایک بتکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت
مین آیا اور اسکا بھید اُس عصر کے حکماسے استفسار کیا سبنے عرض کی کہ اس بتخانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ
مقناطیس سے ہین اور وہ بت آہن سے ہے اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت حکم تساوی رکھتی ہی لاجرم بت
درمیان ایستادہ ہو کر کسیطرف مائل نہین ہی جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسمین سے منہدم ہوئی وہ بت اوج ہوا سے
سرنگون زمین پر آیا **ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل القاب** اس سال جو سلطان نے سومنات کے سفر سے
معاودت کی خلیفہ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان اور
نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیونکے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ
والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملہ اور امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ
موید الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو بلخ مین پہونچا اور اسی سال
سلطان نے جتانی کے گوشمالی کا آہنگ کیا تھا اور وہ دریاے کوہ جودی کے کنارے واقع ہوئی تھی اور ان مفرورون نے

سومنات

سومنات سے مراجعت کیوقت افواج سلطانی سے انواع بے اعتدالیاں ورقسم قسم کے آزار پہونچائے تھے لشکر عظیم ملتان کیطرف کھینچا اور وہان پہونچکر ایک ہزار چار سو کشتی تیار کروائین اور ہر ایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار کمال قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور دو اُسکے دونون پہلو پر نصب تھین اور اُسکے لگانے سے یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور یہ تمام کشتیان پانی مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین بیس نفر مسلح با تیر وکمان و قارورہ نفط بٹھلائے اور جٹونکے اخراج کیواسطے متوجہ ہوئے اور جٹون نے خبردار ہوکر اپنے اہل و عیال جزیرونمین بھیجدے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی دریا مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین ایک جماعت مسلح سوار کرکے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی کے مقابل آتی تھی کشتی کے شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک تمام جٹان غرق ہوگئے اور مابقی علف تیغ اسلام ہوگئے اور سلطان کے لشکر اُنکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہوکر غزنین مین معاودت فرمائی اور سنہ چار سو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابو حرب ارسلان کو ساتھ مورد ونسا کے نامزد کیا تو ترکمانان سلجوقی کو کہ آب آمویہ سے عبور کرکے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جبتک سلطان اپنی ذات خاص سے اسطرف رونق افروز ہوگا ترکمانونکے فساد کا تدارک ممکن نہین ہے سلطان نے بنفس نفیس اپنی خود توجہ فرمائی اور اُنکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور جو امرا اسکے ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا ہر آئینہ وہان رے مین گئے اور خزانے اور دفینے رے کے کہ دیالمہ کے حکام نے سالہاے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت او محنت انکو دستیاب ہوئے اور باطل مذہبون اور قرامطہ کے وہان بہت سے تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور اصفہان کی ولایت امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوء القنیہ یا سل کا سم ہوچکا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلائق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اسی حال سے بلخ گیا اور جب بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین اُسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیئسوین ربیع الثانی سنہ ۴۲۱ چار سو اکیس مین لاکھ حسرت اور آرزو مین اس کہنہ دیر سے تریسٹھ برس کے سن مین رحلت ہوا مدت اسکی سلطنت پینتیس ۳۵ برس تھی اسکا جنازہ راتکو مینہ برستا تھا اُٹھا کر قصر فیروز غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد اور خوشنما اندام اور چیچک رو تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لفظ اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز بیشتر حکم دیا تو خزانے تھیلیاں اشرفی اور روپیون اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف نفائس کہ اپنی مدۃ الحیات مین جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کرکے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اُسے چشم حسرت سے دیکھتا تھا اور ہاے ہاے کے نعرہ مار کر رو دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین واپس بھیجا اور ایسے وقت مین کہ پیمانہ عمر کا لبریز ہوچکا تھا اور زندگی سے یاس تھی اسمین سے کسیکو مستفیض اور بہرہ مند نکیا اور ایسی ہی وجوہ سے خلائق اُس شاہ والانژاد کو ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہے پھر دوسرے روز سلطان محفہ مین سوار ہوکر میدان کی سیر کو گیا اور اپنے حکم سے تمام جمالیک خاصہ اسپان تازی و استران بردعی و فیلان کوہ شکوہ و اشتران قوی ہیکل اور سواے اسکے سلطانی نظر ثانی کیواسطے لیگئے اُنکو بھی مشاہدہ کرکے ملول ہوا اور زور زور سے بچون کی مانند چیخین مار کر رو دیا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف روانہ ہوا

اور ابوالحسن علی بن حسن میمندی سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابوطاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے جواہر
قیمتی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد میں سات رطل جواہر نفیسہ خزانے میں تھا سلطان محمود نے منھ خاک پر
رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالے نے میرے تئین جواہر نفیسہ خاصہ سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان
کے آخر عمر مین یہ خبر پہونچی کہ نیشاپور مین ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے احضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ حاضر ہوا
سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ ای شخص مینے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے اس مرد نے جواب دیا کہ ای شاہ با انصاف
دعاگو ملحد اور قرامطہ نہین غلام مین عیب ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہے مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے سلطان
محمود نے تمام مال اُس سے لیکر اور ایک نشانی اُسکے حسن عقیدت کی بارہ مین تحریر کرکے اسکے سپرد کی اور طبقات ناصری سے
مفہوم اور معلوم ہوا کہ سلطان محمود حدیث العلماء ورثۃ الانبیا کے بارہ مین متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور ناصر الدین
سبکتگین کے منتسب ہونے مین ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت مین کسی مقام مین آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی مین شمع روشن
کیے ہوے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ مین اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عبارت
کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی مین جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کڑھا وہ شمعدان اُسکو
مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین یا ابن امیر ناصر الدین
سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت وارثی اس حدیث سے تینون مشکل اسکی حل ہوئین کہتے ہین کہ سلطان کے فوت سے
دوسرے سال غزنین مین ایک سیل عظیم واقع ہوا اُسکے سبب اُس شہر کی بہت عمارات خراب اور مسمار اور خلائق بیشمار
ہلاک ہوئی اور وہ بند کہ عمرو بن لیث صفار نے اپنے عہد سلطنت مین باندھا تھا اس سیل سے اسقدر خراب ہوا کہ نشان
اسکا ظاہر نرہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اُس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کسواسطے اُس بادشاہ مین عدل
اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اُس سے ملتفت ہوکر احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ شکایت
میری ایسی نہین کہ سر دربار مجلس مین عرض کرون سلطان نے اُسے تخلیہ مین طلب کرکے استفسار فرمایا اُسنے عرض کی بادشاہ کا
بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر مین آتا ہے اور مجھے ضرب ہائے تازیانہ سے مکان سے نکالتا ہے اور میری زوجہ کے ساتھ
صبح تک رہتا ہے اور مینے اس مدت مین تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہین کہ جو عرض اقدس
مین پہونچاوے کسواسطے کہ سب اُسکا ملاحظہ کرتے ہین اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہراس و ترس نہین کہ فقیر عاجز کی خاطر
فاتر کا ملاحظہ کرکے دادرسی کا درپے ہوا اور جب مین سب سے ناامید اور مایوس ہوا آپکی درگاہ مین رجوع کرکے فرصت کا منتظر تھا
کہ آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے افضال سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیر دستونکا تجھسے پوچھیگا اگر
فریاد کو پہونچیگا فہو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قہر سے انتقام مجھ عاجز کا ظالمونسے لیوے سلطان محمود یہ
کلام صداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گہر رشک آنکھونمین بھر لایا اور رحم دلی سے فرمایا ای مسکین تو کسواسطے اس سے پیشتر میرے
پاس نہ آیا اُسنے عرض کی کہ ای شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے مین ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج ہزار دربانون و چوبدارونکی
نظر بچا کر حضور کی خدمتمین پہونچا اور نہین تو ہم ایسے فقیرونکی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمتمین حاضر ہوکر عرض حال اپنا کر سکین
سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسریکو اس خبر سے واقف نکرنا یعنے یہ کسی سے نہ کہنا کہ مینے احوال
اپنا بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا ہے اب اپنے مکانمین جاکر مطمئن بیٹھ اور جسوقت وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے تو مجھے

نکلے فوراً میرے پاس آکر مجھے خبردار کرنا اُسنے گذارش کی کہ ای سلطان مجھے پھر ایسا وقت کہان میسر ہوگا کہ یہ ذرہ بیمقدار پھر اپنے تئین بارگاہ عرش اشتباہ مین پہونچا کر دیدار فائز الانوار سے مشرف ہو سلطان نے دربانونکو طلب کر کے اُس مرد کو اُنھین دکھلایا اور یہ حکم قطعی دیا کہ جسوقت یہ آوے خبردار مانع نہونا بلا توقف جہان مین ہو آنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اُس مرد سے آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یعنی دربان وغیرہ تجھسے کہین کہ بادشاہ استراحت مین ہے یا دوسرا بہانہ کر کے روکین تو فلانے مقام سے آنکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہو کر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ اُسکے گھر مین نگیا تیسری شبکو بادشاہ کا بھانجا آدھی راتکو بعادت معہود اُسکے مکان مین آیا اور اُسے گھر سے نکالکر بفراغت اپنے کام بد انجام مین مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افتان وخیزان بارگاہ سلطانی مین آیا دربانون نے روکا اور کہا کہ اسوقت بادشاہ حرم سرا مین ہے کسیکا وہان گذر نہین اور اگر دیوانخانہ مین رونق افروز ہوتا ہے تجھے کوئی مانع نہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام مین کہ سلطان محمود نے اُس سے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ ای سلطان کیا کرتا ہے سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ ای فقیر ٹھہر مین آیا یہ کہکر برآمد ہو کر اُس شخص کے ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان مین پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پر مست بادہ نوم پایا اور شمع کو اُن دونونکے حال زشت پر روشنی پر جلتے اور پروانہ کو سر و مغنفتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکے بعد فرمایا ای مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعجال لا تو مین نوش کرون اُسنے فوراً کوزہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کر کے اُٹھا اور کہا ای فقیر جا اور بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے ہاتھ سلطانکے دامن مین مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کے سوگند ہے کہ جسنے تجھے دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر پانی طلب کر کے اور پینے کی کیا وجہ تھی اور تونے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہے جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا ای مظلوم مینے شر ظالم کا تجھسے دفع کیا اور اب اُسکا سر تن سے جدا کر کے لیے جاتا ہون اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جسوقت تونے حال اپنا مجھسے کہا مینے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اُس مظلوم سے دفع نکرون آب و طعام زبان پر نرکھون چنانچہ اس تین شبانہ روز مین ہر وقت منتظر تھا اب جو مینے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے غلبہ کے سبب سے کہ تین روز سے مین پیاسا تھا جرعہ آب طلب کر کے نوش کیا الغرض عقلاے نیک اندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہوگا کہ اگرچہ سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہین لیکن ایسی حکایت اُنمین سے کسی سے منقول نہین ہے واللہ اعلم بسرائر العباد اور تواریخ بناے گیتی مین مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کیطرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کرون لیکن اس ارادہ کے بعد یہ بھی اُسکے دل مین گذرا کہ مینے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزم نہین کیا اسسال مین خراسانکے مصالح کا آہنگ کر آیا ہون بطفیل اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہے اس سال خراسان سے معاودت کر کے ہندوستان گیا اور وہان سے ملٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان مین مین پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان مین آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے کو بارگاہ مین آئین مراحم ذاتی سے دور نہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اس امر سے انکار کرے یہ آیہ کریمہ اُسکے سامنے پڑھنا یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار کیا آیت پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہہ کہ مین اطیعوا اللہ مین ایسا مستغرق اور ڈوبا ہون کہ اطیعوا الرسول سے خجالت لیجاتا ہون تا برسد باولی الامر منکم کے نہین مشغول ہوتا ہون ایلچی نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی رقت

کی اور اپنے مصاحبون سے کہا دیکھو کہ یہ نہین وہ مرد ہی کہ جسنے گمان کیا تھا پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزون کو جامہ غلامان
پہنا کر خود بجائے ایاز ایستادہ ہوا اور امتحاناً شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب صومعہ کے دروازہ سے آئے اور شیخ کو سلام
کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور سے دیکھا اور ایاز کیطرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا
ای شیخ تو سلطان کی تعظیم وتکریم کیواسطے نہ اُٹھا شیخ نے کہا تمام جال ہی لیکن مرغ اُسکا نہین ادھر آکہ آگے تیرے رکھا ہی
سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجئے فرمایا نامحرمونکو باہر کر سلطان نے لونڈیونکو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر چلی گئین
سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سنائیے شیخ نے فرمایا بایزید نے یون کہا ہی کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے
ایمن ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہی پس ابوجہل اور ابوسفیان آنحضرت کے دیدار
فائض الانوار سے مستفیض ہوئے تھے کسواسطے اہل شقاوت سے ہین شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت مین کر
مصطفے کو کسینے سوای چار یار اور بعضے صحابہ اسکے کے نہ دیکھا اور دلیل اسپر قول خدای عزوجل ہی وتراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون
اور سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجئے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت
چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا مین نماز پنجگانہ مین دعا کرتا ہون اللہم اغفر للمومنین والمومنات کہا یہ
دعاے عام ہی خاص کیجئے فرمایا عاقبت محمود ہو جیو سلطان نے اشرفیونکا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جوکی روٹی سلطانکے روبرو
رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اُسمین سے ایک لقمہ منہہ مین رکھکر چبایا اسکے حلق مین پھنسنے لگا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی تیرے
گلے مین پھنستی ہی کہا ہان شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زر بھی اسیطور ہمارے حلق مین پھنستا ہی اُٹھا لے کسواسطے مینے اسے طلاق دی ہی سلطان نے
فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمائیے شیخ نے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہی عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت ہوا
شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپنے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے آپنے کیون تکلیف کی شیخ نے
فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت امتحان مین آیا تھا اب تو انکسار درویشی مین جاتا ہی پھر سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ
سومنات پر تاخت کی اور جب دابشلیم اور برم دیو کی جنگ مین اُسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ
مین گیا اور منہہ خاک پر رکھکر اس پیراہن کو ہاتھ مین لیکر درگاہ الہی مین عرض کی الہی اُس صاحب خرقہ کی ابرو کے طفیل سے مجھے
کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر یہانسے غنیمت دستیاب ہوگی درویشون پر تقسیم کرونگا دفعتہً اسطرف ایک رعد یعنی گرج اور
ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست ودشمن کی تمیز نہ رہی آپسمین خونریزی کرکے متفرق ہوئے لشکر اسلام نے
ظفر پائی اور اسی شبکو سلطان نے خواب مین دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تونے میرے خرقہ کی آبرو کچھہ نہ کی اگر دعا اسلام تو تمام
کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات مین وارد ہی کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہمات خراسان کی کثرت
تھی لیکن مین غزنین سے بعزم زیارت اس جناب کے آیا ہون شیخ نے فرمایا ای محمود اگر تونے غزنین سے میرا احرام باندھا کیا
عجب کہ خانہ خدا سے احرام باندھین اور تیرے پاس آوین یہ حالت سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اُسکے حق مین ایسا فرماوے
اور روضۃ الصفا مین مسطور ہی کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل مین بیٹھا تھا اور دریچہ سے چپ وراست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی
نگاہ ایک بے سروپا پر پڑی کہ تین مرغ لیے ایستادہ ہی جب سلطان کو اُسنے اپنے طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ کیا
سلطان نے اغماض سے اپنے دل مین کہا یہ اشارہ اسنے کیون کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اسکی طرف
کی اُسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اُسے اپنے روبرو بلاکر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہین اور وہ اشارہ کیا تھا اُسنے عرض کی

کہ مین ایک مرد قمار باز ہون اور آج مین سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جوا کھیلا تھا چھ مرغ میسر جیت تھی لیکر متفکر ہوا آیا یہ کس
ایکا موجود ہو سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگائے ... اور لایا سلطان سے بھی لیکر متفکر ہوا آیا یہ کس
نکر مین ہو میسر سے روز بھر تین مرغ لایا چوتھے روز وہ مرد ذی ہوش بیک بینی و دو گوش سلطان کے مقابل ایستادہ ہوا اور تنہا دستی سے
محزون و ملول ہوکر سر جھکا لیا سلطان نے جب اسے اس حالت سے دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک پر حادثہ عظیم ملکہ غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے
کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہین پھر اسے اپنے پاس بلا کر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطانکی شرکت
مین ہزار دینار زر سرخ ہارے ہین اور حکیم ہم بیشہ نے جیتے ہین سلطان نے تبسم ہو کر پانسو دینار اُسے دلوا دیے اور فرمایا کہ آیندہ جنگ
مین حاضر نہون میری شرکت مین جوا نہ کھیلنا اور حبیب السیر مین مرقوم ہو اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابو العباس فضل
بن احمد اسفراینی تھا اور اوایل مین وہ فائق کی کتابت مین جو امراے سلاطین سامانی کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مصروف تھا
جب فائق کا آفتاب اقبال سر حد زوال مین پہونچا اپنے تئین امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین پہونچا کر مسند وزارت پر
بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اُسی منصب پر مقرر رکھا جو ابو العباس کا حال کا جلیہ فضل و تحریر
لغت عرب سے عاری تھا مناشیر اور فرامین و احکام سلطان جو عربی مین تحریر کرتے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا لیکن خواجہ بزرگوار
جسنے خواجہ احمد میمندی نے پھر عربی کیا اور ابو العباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سرانجام مہام مین ید بیضا
دکھلاتا تھا یعنی نظیر اپنا نہ رکھتا تھا جب دس برس اسکی وزارت سے گذرے آخر کو اُسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض وبال
کیطرف انتقال کیا یعنی عہدہ وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخون نے اسکے عزل کا سبب یون لکھا ہو کہ سلطان محمود غلامان خوش رشید عذار کے
فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابو العباس فضل اس بارہ مین بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایک مرتبہ بعضے ولایات
ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر حور وش کی سنی اپنے معتمدین مین سے ایک شخص کو اُسطرف روانہ کیا کہ اس غلام کو خرید کرکے عمدہ
کے لباس مین پہونچا دے سلطان کیفیت واقعہ کی ایک غماز و نمام سے سنکر وزیر یعنی ابو العباس کے پاس آدمی بھیجا اور غلام کو
طلب کیا اور ابو العباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اسکے مکان مین تشریف لیگیا فضل
لوازم ایثار اور نیاز مین مشغول ہوا اور اس مابین مین وہ غلام مہر لقا مشتری سیما اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضبناک ہوا اور
وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال مین رایات ظفر آیات ہند وستان کی طرف حرکت مین آئے اور بعض امراے
بد سگال نے اخذ مال کی طمع مین ابو العباس فضل کو اسطرح سے شکنجہ کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی
منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سبق تھا
اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت مین قصبہ بست کی تحصیل مین قیام کرتا تھا لیکن بسبب ایک
خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مصلوب ہوا اور جو کہ بین الناس مین مشہور و معروف
ہو کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا مین منسلک تھا عین غلط اور محض خطا ہو اور احمد بن حسن جو خوشنویسی
اور جودت فہم اور فضل مین اتصاف رکھتا تھا ابتدا مین داروغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور بخدمات التفات سلطانی
اسی وجہ سے ساتھ درجہ کے ترقی دیتی تھی یہانتک منصب استیفاے ممالک پر پہونچکر شغل جائزہ لشکر وتکا شامل مرمذکور کے
ہوا اور چند عرصہ کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس مہام کے عہدہ سے جیسا کہ چاہیے
باہر آیا جب مشرب عذب سلطانی نے ابو العباس اسفراینی کے نسبت مکدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

کی کتابت میں قرار کرکے اٹھارہ برس تک جاری کرنے ملک مال میں مشغول رہا اسکے بعد ایک
جماعت امراے بزرگ سے مثل التونتاش سپہ سالار اور امیر علی خویشاوند [illegible] اس منع فضل احسان
کی عظمت دربار مین گھول اور وہ باتین سلطان محمود کے دل مین موثر ہوئین یہانتک کہ غزل کی رقم احمد کی پیشانی احوال پر
کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسے کشمیر کے درہ پر لیجاکر منگی خان نام ایک شخص
کو وہان مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر مین قید کرے غرض وہ تیرہ برس اس قلعہ مین مقید رہا اور سلطان محمود کی
اخیر سلطنت مین زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا جب سنہ ۴۲۴ چار سو چوبیس آخر ہوا اور سلطان محمود نے
ایک مدت کے بعد احمد حسین بن میکال کو جو حسنک میکال شہرت رکھتا تھا ابتداے ایام طفلی اور شروع اوقات نشوونما اُسکی ملازمت
مین بسر لیجاتا تھا اور بوجہ تیزی طبع اور جودت گفتار اور محاسن کردار مین موصوف و معروف تھا شاہ نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز
فرمایا اور وہ سلطان کی مدت الحیات تک اس امر پر مقیم رہا مورخان سخندان احمد حسین کے حالات مین روایت کرتے ہین کہ اُنہون
کہ سلطان محمود امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین ابوعلی سیمجوری کے دفع مین متوجہ تھا ایک مقام مین سنا کہ یہان
ایک درویش گرامی مذہب ہے زہد و عبادت کی صفت مین موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات مین معروف
اسے زاہد آہو پوش کہتے ہین چونکہ سلطان درویشون اور گوشہ نشینون سے عقیدہ کمال رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی
خواہش کی اور احمد حسین کہ منکر اس طبقہ کا تھا فرمایا ہر چند مین خوب جانتا ہون کہ تجھے اہل تصوف و ارباب ریاضت سے
ارادت و الفت نہین لیکن مین چاہتا ہون کہ زاہد آہو پوش کی زیارت کیواسطے میرا ساتھ دے اس سبب احمد حسین نے سلطان کے حکم کی
موافقت کی اور ہمراہ رکاب روانہ ہوا سلطان نے باصد شوق ہزاران نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتین تصوف آمیز شروع
کین اور اُن باتونکے سننے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ نقد جنس جسقدر آپکے خاطر کو مطلوب ہو میرے
خزینہ دار سے وصول فرمائین زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا جس شخص کو
خزانہ غیب سے ایسا نقد ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے یہ امر اُسکی کرامات پر گمان کیا اور وہ
دینار احمد حسین کے حوالہ کیے احمد حسین نے اُن دینار کے سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابوعلی سیمجوری کا سکہ مسکوک ہے جب زاہد کے پاس سے ہوکر باہر آئے
سلطان نے احمد حسین سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نکرنا چاہیے احمد حسین نے جواب دیا کہ غلام اولیا کی کرامات کا منکر
نہین ہے لیکن مین مناسب نہین دیکھتا کہ آپ اُس شخص کی حرب کیواسطے جاوین کہ آسمان پر جسکے نام پر سکہ مارتے ہین سلطان نے
اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ تنگہ جات اُسے دکھلائے جب سلطان محمود کی نظر ابوعلی سیمجوری کے سکہ پر پڑی منفعل ہوا
لیکن راوی یہ کلمات کہتا ہے کہ احمد حسین کے کلام بیجا ہین کسواسطے اس قسم کی چیزین بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر
علیہ السلام اور رجال الغیب اسی عالم سفلی سے لیکر بلکہ اسی حوالی اور حواشی سے وجہ مشروع سے دستیاب کرکے عند الطلب
لوگونکو پہونچاتے ہین وہ شے مسکوک خواہ غیر مسکوک ہووے الغرض سلطان محمود جب بادشاہ ہوا احمد حسین کو اس زمانہ سے کہ وہ
مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت مصر مین خلعت مستنصر خلیفہ کا کہ بالحاد شہرت رکھتا تھا پہنکر بدبختی مین قرمطی ہوا بلخ مین دار پر کھینچا اور
مشاہیر شعراے عصر غزنویہ ایک عسجدی رازی تھا اور وہ سلطان محمود کے عہد مین رے سے آیا اور شعراے دار الملک کے
ہمراہ مشاعرہ اور معارضہ مین مشغول ہوا اور سلطان کی مدح مین یہ قصیدہ کہکر چودہ ہزار درم انعام پایا **قصیدہ** اگر مراد بجاہ اندر است
و جاہ بمال ۞ مرا ببین کہ ببینی جمال را بکمال ۞ من آنکسم کہ بمن تا بحشر فخر کنند ۞ ہر آنکہ بر سر یک بیت من نویسد قال ۞

صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ؛ یگانہ داور دادار بے نظیر و ہمال ؛ وگرنہ ہر دو ببخشیدے او بوقت کرم ؛ امید بندہ نماندے بایزد متعال ؛ **استاد اسدی طوسی** سلطان محمود کے عہد مین فرقہ شعراے خراسان کا اُستاد تھا اور اُسے متواتر نظم شاہنامہ کی تکلیف دی اور اُسنے پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استعفا کیا اور اُسکا دیوان مشہور نہین ہی اور شعرا کے مجموعون مین اسکے اشعار نظر نہین آتے ہی فردوسی گو کہ شاگرد اُسکا ہی ہمیشہ شاہنامہ نظم کرنے کے واسطے استفسار کرتا تھا تو آخر کو ایسا ہوا اور جب فردوسی غزنی سے بھاگ کر طوس گیا پھر وہان سے رستمدار اور طالقان پر جا کر پھر طوس مین مراجعت کی اور مرنے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا وقت آپہونچا وقت رحلت ہی اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسیکو قوت نہین کہ باقی کو قید نظم مین لاوے اسدی نے فرمایا ای فرزند غمگین نہو اگر میری حیات مستعار قالب عنصری مین باقی ہی مین انجام کو پہونچاتا ہون فردوسی نے کہا ای اُستاد آپ ضعیف ہین محال ہی کہ یہ کام آپ سے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالی انجام ہوگا اور اُسے چند روز مین شروع کیا اول استیلاے عرب سے عجم کی طرف کہ چار ہزار بیت ہوتی ہین قید نظم مین لایا اور فردوسی بتک زندہ تھا کہ اُسکے مطالعہ مین گذرانا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے اُستاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزون کئے ہین اور یہ دو بیت شب روز کے مناظرہ مین اُسکی تالیفات سے ہین **ابیات** بشنو از حجت و گفتار شب و روز بہم ؛ سرگذشتے کہ ز دل دور کند شدت غم ؛ ہر دو را خاست جدل از سبب بیشی فضل ؛ درمیان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم ؛ **منوچہر بلخی** کہ اصل اُسکی بلخ سے ہی سلطان محمود کے عہد سلطنت مین غزنین مین رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور لغز شمع مین قصیدہ اُسکا تصنیف ہی اُسکا مطلع یہ ہی **شعر** ای نہادہ درمیان فرق جان خویشتن ؛ جسم ما زندہ بجان و جان تو زندہ بہ تن ؛ **حکیم عنصری** سلطان محمود کے عصر مین وہ سرآمد شعراے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فضائل کثیر مین ممتاز تھا کہتے ہین سلطان محمود کے رکاب مین ہمیشہ چار سو شاعر متعین ملازم تھے اور سب شاعر اُسکی شاگردی کے مقر تھے اور محفل سلطانی مین آمد شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اُسے سرفراز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اُسے سناوین پھر وہ بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانے اور اُسکا ایک قصیدہ نہایت مطول ہی مختصر یہ کہ سلطان کے جمیع محاربے قید نظم مین در لایا ہی اور بیان کرتے ہین کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت مین سر رشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اور طرہ سے نظر کی ناگاہ لیکن شرع نے بآواز بلند کہا کہ ای محمود عشق کو فسق سے ہواے نفسانی سے آمیز کر سلطان اُسیوقت متنبہ ہوا اور مقراض ایاز کے حوالہ کی کہ اس لعت رہزن کو تراش اُسنے عرض کی کہا سے فرمایا بقلم تراش ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش عشق اُسکی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت شعلہ زن ہوئی اور لپہ جواہر بیشمار اسے عنایت کیا اور آپ غلبات مستی سے فرش خواب پر استراحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کئے ہوئے سے پشیمان تھا اور دل کی بیقراری سے کبھی اُٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسیکو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا حاجب علی عنصری کو خلوت کے اندر طلب کیا جب حاضر ہوا اُسے دیکھکر فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہی کہ مجھپر کیا گذری ہی اس بارہ مین کچھ کہہ عنصری نے فی البدیہہ کہا **رباعی** امروز کہ زلف یار در کاستن ست ؛ چہ جاے بغم نشستن و خاستن ست ؛ روز طرب و نشاط و مے خواستن ست ؛ کاراستن سرو ز پیراستن ست ؛ سلطان یہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور اُسکا منہ تین مرتبہ جواہر سے پر کیا اور مطربون کو بلاکرکے نوشی کی محفل آراستہ کرکے بنت عنب کے پینے مین اقدام کیا اور عنصری نے ۴۳۱ھ چار سو اکتیس مین وفات پائی اور نام اُسکا عالم فانی کے جریدہ پر ثبت ہوا **عسجدی** مروی الاصل ہی قصائد غرا رکھتا ہی اور عنصری کے شاگردون مین سے ہی سلطان محمود کا مداح تھا

یہ قصیدہ اُسیکا تالیف ہے **نظم** تا شاہ خوردہ بین سفر سومنات کرد ؎ کردار خویش را علم معجزات کرد ؎ دیوان اسکا مشہور
نہین ہے اور یہ رباعی بخشش جہت مین اربع عناصر کیطرح معروف ہے **رباعی** از شربت مدام و لاف مشرب قحبہ ؎ عشق
بتان سیم غبغب توبہ ؎ در دل ہوس شراب و برلب توبہ ؎ زین توبہ نادرست یارب توبہ **فرخی** بھی عنصری کا شاگرد تھا
منقول ہے کہ اُسکا باپ والی سیستانکا خلف تھا فرخی نے خدمت دہقانی کی سیستانکے دہقانیونسے اختیار کی تھی ہر سال
دوسو پچاس پیمانہ غلہ منی اور سو درم بطور نانکار کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت موالی بنی خلف سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح مین
لایا اور خرچ اُسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیمانہ اور ڈیڑھ سو درم چاہیے دہقان نے کہا تو اس سے
بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہے لیکن مجھے مقدرت اسسے زیادہ نہین ہے فرخی مایوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور
یہ قصیدہ گذرانا خلعت اور نقود وافر پایا **نظم** تا ہر پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار ؎ پرنیان ہفت رنگ اندر سر آرد کوہسار ؎ خاک را چون ناف آہو
مشک زاید بیقیاس ؎ بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار ؎ پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر مدارج عالیہ پر ترقی کی چنانچہ بیس غلام
زرین کمر اسکی سواری جلوس مین جاتے تھے **دقیقی** شعرائے ماتقدم سے ہے اور سلطان محمود کے عہد مین شاہنامہ کی ابتدا اسنے کی اور ہزار بیت
یا کم و بیش کہین پھر فردوسی نے اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار مین یہ قطعہ مشہور ہے **قطعہ** من اینجا دیر ماندم خوار گشتم ؎ عزیز از ماندن دائم شود
خوار ؎ چو آب اندر شمر بسیار ماند ؎ عفونت گیرد از آرام بسیار ؎ **تذکرہ جلال الدین و جمال الملۃ محمد بن سلطان محمود**
غزنوی کی سلطنت کا جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گوزگان
مین اور امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی ابن ارسلان جو سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین سے طلب کر کے سلطان محمود کے
حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف سبکتگین اور
وزارت خواجہ ابو سہل احمد ابن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر وضیع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین
ارزانی اور رفاہیت پیدا ہوئی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر بہنایت راضی تھے
سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور پچاس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو النجم امیر ایاز بن اسحق نے غلامونسے متفق
ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کر کے روز روشن مین مکابرہ کیواسطے طویلہ مین آئے اور خاصون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ
ہوئے امیر محمد اُنکے آمد سے خبردار ہوا سوندرائے ہندو کو جو امرائے معتبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہنود کو اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا
اور یہ اسکے قریب پہونچتے ہی جنگ مین مشغول ہوا اور سوندرائے ہندو کی جماعت کثیر سے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے
اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے انکے سر امیر محمد کی درگاہ مین ارسال کیے اور ابو النجم امیر ایاز اور علی دایہ بسبیل استعجال اسطرح
نفاق اور وفاق کے ساتھ جاتے تھے بہ تنگ پیشاور مین جا کر امیر مسعود کی خدمت مین پہونچے کہتے ہین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے
باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب و عمال کارگذار مقرر کر کے خراسان کیطرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو
نرم عبارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کہ باپ نے تجھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین لیکن بلاد جبال و طبرستان و عراق کہ مینے شمشیر
آبدار سے لئے ہین کافی ہین لازم کہ نام میرا خطبہ مین تو مقدم کرے منقول ہے کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روز دونون متولد ہوئے تھے
اور امیر مسعود اسسے چند ساعت پیشتر پیدا ہوا تھا اسوجہ سے امیر محمد چنانچہ اسکی اطاعت نکرتا تھا اور اُنکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور
مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند
جماعت دولتخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیون مین صلح واقع ہووے کارگر نہوئی امیر محمد لشکر خطیر اور حشم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان سنہ ۴۲۱ چار سو اکیس ہجری میں موضع تکیہ آباد کہ حقیقت میں نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام اُس مقام میں بسر ہوگیا اور عید کے دن بے سبب کلاہ اُسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ بیا مرشگون بد سمجھے اور شوال کی تیسری شب کو امیر علی خویشاوند اور امیر یوسف سبکتگین اور امیر حسین میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کرکے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرد اگرد محاصرہ کرکے گرفتار کر لائے اور قلعہ ولج میں کہ اب مردم قندھار جسے قلعہ ... کہتے ہیں لیجا کر قید کیا اور تمام لشکر اور خوانین امیر مسعود کے استقبال کیواسطے ہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات سے بلخ میں گیا اور احمد حسین کو بسبب اس بہانہ کے کہ مکہ معظمہ سے عود کرکے خلعت خلیفہ مصر پہنا تھا دار پر کھینچا کسواسطے امیر مسعود کے سمع مبارک میں پہونچا تھا کہ احمد حسین ایک روز کچہری میں کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہوگا مجھے دار پر کھینچیگا اسیطرح امیر علی خویشاوند کفران نعمت کی سزا میں قتل ہوا اور امیر یوسف سبکتگین کو قید کیا وہ مجلس میں مرگیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مذکور میں نابینا ہوا امیر محمد کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونیکے بعد ایکسال اور فرمانروا رہا اور پھر مودود بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا۔

ذکر سلطنت شہاب الدین و جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا

سلطان مسعود

نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اسکا کتنی ہی سے تو در کر فیل کے بدن میں دراتا تھا اور گرز اسکا اسقدر وزنی تھا کہ کوئی اُسے ایک ہاتھ سے نہ اٹھا سکتا اور چونکہ امیر مسعود اپنے باپ کو مخاطبات میں سخت جواب دیتا تھا اُسے ہمیشہ اپنی نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم میں جد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباسیہ سے التماس کی کہ امیر محمد کا نام سلطان مسعود پر مقدم لکھیں اور طبقات ناصری میں مذکور ہے کہ خواجہ ابونصر مشکانی کہتا ہے کہ جب وہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ میں پڑھا گیا تمام امرا اور ملوک رنجیدہ خاطر ہوگئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابونصر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت میں شریک تھا اسکے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے میں نے عرض کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون و مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نکر اَلسَّیفُ اَصدَقُ اِنباءً مِنَ الکُتُبِ جو میں پلٹا میں سلطان نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیوں گیا تھا اور کیا ہمزبانی ہوئی تھی میں نے ماجرا بے کم و کاست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر میں امیر محمد پر ترجیح اور افزونی ہے اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہوں کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد میں کچھ حرمت اور توقیر رہے ابونصر کہتا ہے اس معاملہ میں دو چیز سے مجھے تعجب ہوا ایک مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول دیا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ خبر پہونچے یہ خبر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں احمد بن حسن میمندی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر میں جو قلعہائے سرحد ہندوستان سے ہے محبوس تھا رہا کرکے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد بن نیالتگین خازن کو جرمانہ کرکے زر کثیر اس سے لیا اسکے بعد اُسے ہندوستان کا سپہ سالار کرکے لاہور روانہ کیا اور عبداللہ ولد دیلمی کو جو
خزینہ دار
سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہ ہند میں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا۔

خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلاد کیچ اور مکران میں

سنہ ۴۲۲ چار سو بائیس ہجری میں سلطان مسعود بلخ سے غزنین میں آیا اور لشکر کیچ اور مکران میں بھیجکر اس ولایت میں خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ والی اس ولایت کا قضائے الہی سے فوت ہوا تھا اُسکے دو بیٹے تھے ایک ابوالعساکر دوسرا عیسے اور عیسے باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابوالعساکر کو بالکل بیدخل کیا اور ابوالعساکر اپنے بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت کیچ اور

مکران اس فقیر کے تصرف مین آنے مین بھی پہلے دو نخواہون کی مملکت مین منسلک ہو کر اُس ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطان نیمان کے
نام جاری کرون سلطان مسعود نے اُسکی التماس پذیرائی اور لشکر بیشمار اسکے ہمراہ کیا اور افسرونسے فرمایا اگر عیسیٰ مقام اصلاح مین
آوے اور ولایت کو برادرانہ تقسیم کرے فہو المراد والا تم اُسے چھینکر ابو العساکر کے سپرد کرنا اور جب ابو العساکر لشکر ہمراہ لیکر مستعد
کارزار ہوکر اس حدود مین پہونچا عیسیٰ برگشتہ بخت روستائی کی تعلید مین گرفتار رہا اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخر کو یہ نوبت
پہونچی کہ اکثر لوگ اُسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابو العساکر سے ملے اور وہ باوجود اس کے اپنے مخصوص ولی رفیقوں کو لیکر معرکہ مین آیا اور
اسقدر لڑا کہ مارا گیا ابو العساکر موروثی پر متصرف ہوا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی برس سلطان مسعود نے
سرداری ولایت رے اور ہمدان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فراس کو جسکا نام تاش تھا ارزانی فرمائی اور اسنے تھوڑے عرصہ مین اس ولایت کو
نواب و عمال اور امرائے سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے بعد فرو گذاشت کیے تھے انتزاع کرکے قابض اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان
مسعود علاء الدولہ کو کہ علم استقلال بلند کیے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے علاقوں کو برخاست کیا۔ **بیان ترکمان سلجوقی کے تسلط کا**
سلطان مسعود نے اس سال غزنین سے صفاہان و رے کی عزیمت کی جب ہرات مین پہونچا مردمان سرخس و بادرا و رد ترکمانان سلجوقی سے نالشی
ہوئے سلطان نے عبدالرحمن بن عبدالعزیز کو مع لشکر کثیر اُن پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانون پر پہونچکر چند مرتبہ جنگ مین مصروف ہوا اور سلطان نے
اس معرکہ کے بعد دن تصفیہ کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۴۲۳ھ چار سو تئیس ہجری مین التونتاش سپہ سالار سلطان مسعود کے
حسب الحکم خوارزم سے علی تگین کے دفع کے واسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اُسطرف ماوراء النہر کیطرف متوجہ ہوا اور دار السلطنت
غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کے واسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ مین اُس کے جا ملے التونتاش
آب مویہ عبور کرکے اول بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی تگین بعزم رزم و کین شہر سے برآمد ہو کر ایک مقام مین
وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریائے زخار اور درخت بیشمار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت و عظمت
مین چرخ دوار سے مقابلہ کرتا تھا حائل تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کہ کمین
مین تھے التونتاش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور خلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش
کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اسمقام مین پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنیکے وقت سلطان محمود کے حضور
منجنیق کا پتھر اس جگہ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیون سے اسقدر پوشیدہ رکھی اور پائے ثبات اسقدر معرکہ غا مین
گاڑ دیا کہ بہت سپاہ علی تگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیۃ السیف دشت اوبار مین آوارہ ہوا اور جب شب نے پردہ ظلمانی تمام
جہان پر چھوڑا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کرکے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہے اس زخم سے
نجات ممکن نہین اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسرون نے اُسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا
سلطان مسعود کے قبض و تصرف مین رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض و متصرف ہو دوسرے روز
علی تگین سمرقند کیطرف کوچ کر گیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا اُسکی وفات مخفی
رکھکر خوارزم مین گئے اور سلطان مسعود نے جب خبر سنی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی
تذکرہ خواجہ حمید صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا۔ اور اسی برس خواجہ حمید صفات احمد بن حسن
میمندی نے عالم فانی سے عالم بقا کیطرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو صاحب دیوان ہارون
بن التونتاش تھا خوارزم سے طلب کرکے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور ۴۲۴ھ چار سو چوبیس ہجری مین سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعہ سرستی پر جو درۂ کشمیر مین واقع ہی جاکر محاصرہ کیا اور رعب و دہراس اسکا اہل حصن حصین کے باشندون پر غالب ہوا اور ایلچی سلطان مسعود کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم اسقدر روپیہ پیشکش کرتے ہین اور ہر سال یہی مبلغ بسیار خزانہ عامرہ مین داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت تجار اسلام نے کہ وہان قلعہ کے محبس ستم مین مقید تھے سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک مین آکر اس حصار مین کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہین اور جو کچھ مال دنیوی سے ہمارے پاس تھا ہمسے چھینکر الف کیطرح نقطۂ درہم و دینار سے عاری کیا اب خوف یہ ہو کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہمین نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کرین جو مردم قلعہ کے پاس آذوقہ اور مجال مقاومت سلطانی کے اس سے زیادہ نہین یقین کہ تھوڑے عرصہ مین مسخر ہوگا سلطان نے اس بات سے مطمئن ہوکر فسخ صلح کی اور محاصرہ کے لوازم مین کوشش فرمائی یہانتک خندق کو نیشکر سے کہ اُس اطراف مین افراط سے تھی پاٹکر بلند کیا اور اُسپر سے قلعہ مین داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اُتارکر اُنکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور اُنکا سلب سامان غارت کرکے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سب اُنکے حوالہ کی اور یہ نیکنامی ابدالدہر دفتر عالم مین ثبت رہی **ذکر قحط ہندوستان و نیشاپور** اور اس سال اکثر ربع مسکون مین باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وباء عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیمون مین سرایت کی اور ایک مہینے کے عرصہ مین چالیس ہزار آدمی اصفہان مین ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد اور ہندوستان کے قریونمین اسقدر آدمی باقی نتھے کہ کشت و زراعت اور انواع حرفہ مین قیام کرین اور اطراف بغداد اور موصل اور ولایت جرجان مین مرض جدری یعنی چیچک کی بیماری اسقدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اسمین چیچک کے سبب سے دو یا تین آدمی ضائع نہوئے ہون اور ۴۲۴ھ چارسو چوبیس ہجری مین قصد اہل ساری کے باشندے وہانکے ایکجا ہوکر جدال و قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین کا بفتح و فیروزی اختصاص پایا اباکالنجار امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اُسنے اپنے فرزند مین اور بھتیجے شیرویہ بن سرخاب کو گورکان بھیجا اور امیر مسعود وہان سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور مین داخل ہوا وہانکی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جور سے بتنگ آکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسین بن علی میکال کو لشکر گران سے بطور تاخت اُنکے تدارک کو بھیجا جب لشکر موضع شپہ اتفاق مین پہونچا ایلچی ترکمانونکا یہ پیغام لایا کہ ہم بندہ اور مطیع درگاہ عرش اشتباہ ہین بشرطیکہ اگر سلطان ہماری ذلت و خواری مشخص نفرماوے تو ہم کسی سے سروکار رکھین اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیون سے درشتی کرکے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہین مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور فعال بد سے باز آؤ اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور مین بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمہاری تنبیہ و تادیب سے دستکش ہون ترکمانون نے جب یہ مضمون ایلچی کی زبانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھاکر پسپا ہوئے بکتغدی نے انکا تعاقب کیا اور سلجوقیونکے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ مین متفرق ہوگئی تھی ترکمانون نے فرصت غنیمت جانی پہاڑونکے درونسے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے دو شبانہ روز تک جنگ قائم رہی بکتغدی نے حسین بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہونیکا نہین حسین نے اسکے کہنے پر عمل نکیا اور پاے ثبات میدان کین مین قائم کرکے جنگ مین پہا آخر الامر ترکمانونکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوا

بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان سلجوقی سے مقابلہ سے - بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور مین آیا سلطان مسعود غمگین ہوا اور ۴۲۶ھ چارسو چھبیس ہجری مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا مقارن اس حال کے ہندوستان سے خبر احمد ینالتگین کے طغیان کی پہونچی امیر مسعود نے ناتھ کو جو ہندو کے سردارون سے تھا اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا دونون نے مقابل ہوکر آتش جنگ مشتعل کی اور ناتھ مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہونچی

تولک بن حسین کو کہ امیر الامراے ہنود تھا روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تنور دغا گرم کیا اور ابن ینالتگین کو شکست فاحش ہوئی اور وہ بدحواس اور پریشان ہو کر منصورہ وٹھٹہ وسند کیطرف مفرور ہوا تولک نے تعاقب کیا اور اسکے ہمراہیوں مین سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک اور کان کاٹے اور ابن ینالتگین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سند عبور کرے ناگاہ سیل عظیم آیا اور اُسنے غرق کیا اور جب ہمیون نے اسکی نعش کنارے پھینکی سر اُسکا کاٹکر تولک کے روبرو لائے تولک نے اُسے سلطان مسعود کے پاس غزنین روانہ کیا اور ۴۲۷ھ چارسو ستائیس ہجری مین ایک قصر نیا غزنین مین تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل مین رکھا اور تاج زرین بھی بوزن ستر من اُس تخت کے اوپر طلائی زنجیر و نسے لٹکایا سلطان مسعود نے اِس تخت پر اجلاس کر کے بار عام دیا اور اسی سال اپنے بیٹے امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پایہ تخت سوالک ہے ہندوستان کی طرف فوج کش ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط اور سنگین ہے ہنود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے اُسپر دسترس نہو گا۔ **بیان قلعہ ہانسی کے مفتوح ہونیکا۔**

واضح ہو کہ جب سلطان مسعود اُس مقام مین پہونچا مساعی جمیل کر کے وہ قلعہ چھ دن کے عرصہ مین فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ آئی معتمدونکے سپرد فرمائی پھر وہانسے قلعہ سون پت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطان کی خبر آمد سنکر جنگل مین بھاگ گیا۔ **تذکرہ قلعہ سون پت کے فتح ہونیکا۔**

لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہانکے بتخانونکو توڑ کر غنائم وافر اور اموال بتکار اپنے قبضہ مین لائے اور دیپال ہری کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو مین سرگرم ہوئے اور وہ بھی انکے آنیکی خبر سنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو قتیل و اسیر کیا اور وہانسے درہ رام مین توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہری کے مال مین سے بہت پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ مین پیری و ضعیفی کے سبب سے سلطان کی خدمت مین حاضر نہین ہو سکتا سلطان مسعود نے اسکا عذر قبول کیا اور اُسکے تعرض سے ہاتھ کھینچا اور سون پت مین ایک امراے کبار مقرر کر کے اُسکے اطراف کی تمام بلاد ضبط فرمائی اور غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور مین پہونچا اپنے فرزند ابو المجدود کو وہانکا حاکم کر کے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اُسکا اتابک کیا پھر غزنین مین روانہ ہوا اور ۴۲۸ھ چارسو اٹھائیس ہجری مین ترکمانونکے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا وہانکے لوگون نے عرض کی کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت مین چند مرتبہ آب سے عبور کر کے مسلمانونکے قتل و غارت پر ہاتھ دراز کیا ہے سلطان نے فرمایا مین اس زمستان مین اُسے دفع کرتا ہون اور ابتداے فصل بہار مین سلجوقیونکے اخراج مین مشغول ہونگا اسوقت امرا اور نواب نے فریادیون کیطرح شور و غل مچا کر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً لیتے ہین اور وہانکے باشندونکو اپنے دست تعدی سے ایسا شکستہ دل کیا ہے کہ انکی حکومت پر دل رکھا ہے اول اس جماعت کا تدارک واجب ہے اسکے بعد سرانجام اور مہام کا پیش نہاد ہمت عالی چاہیے کرنا اور ایک شاعر نے اُنہدنونمین یہ قطعہ سلک نظم مین کھینچکر سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا قطعہ مخالفان تو بودند مور و مار شدند ۔ برآر از سر موران مار گشتہ دمار ۔ عدو را مدہ ہرگز امان زین بیش ۔ کہ اژدہا شود ار روزگار یابد مار ۔ جو سلطان مسعود کا طالع نامسعود حد دو نحوس مین پہونچا تھا اُن باتون پر مطلق التفات نفرمائی اور اُس ولایت کے لینے کا طامع ہوا اور پل باندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اُسکا مقابلہ نہ کیا بدلجمعی و اطمینان تمام اُس ملک پر متصرف ہوا لیکن اس زمستان مین ماوراء النہر مین برف و باران شدت سے برسا اسوجہ سے نہایت مشقت غزنیون کے شامل حال ہوئی اور اس حال پراختلال مین جعفر بیگ داؤد سلجوقی نے جدال و قتال کے خیال مین سرخس سے بلخ کیطرف رجوع کی خواجہ احمد بن عبد الصمد وزیر نے بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہے اور مین اسقدر جمعیت و آلات حرب نہین رکھتا کہ اُسکا مقابلہ کر سکون سلطان مسعود طبل کوچ بجا کر بلخ کے سمت متوجہ ہوا طغرل بیگ فرصت پا کر شاہ کی غیبت مین غزنین مین تاخت لایا سلطانکے

گھوڑے اور اونٹ غارت کرکے غزنی کو نہایت ناموسی کی سلطان جب بلخ کی نواح مین پہونچا داؤد انحراف کرکے مرو کیطرف
روانہ ہوا سلطان مسعود نے بلخ مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جعفر بیگ داؤد کے تعاقب مین کورکان لگیا اور وہانکے چند ترکمین
علی تقندری کے دست جور سے عاجز ہوکر سلطان مسعود کی خدمت مین حاضر ہوکر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور ستمگر اور راہزنون مین سے تھا اور اس نواح
مین بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اُسے اطاعت مین بلایا اُسنے قبول نہ کیا اور اُسیطرح ایذاے نفس و قتل خلق مین مشغول رہا اور
اس نواح کے ایک قلعہ مین اپنے اہل عیال لیجا کر قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اُسکی سرکوبی کیواسطے فوج تعین فرمائی اُسنے جاتے ہی اُس قلعہ کو مسخر اور
علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اُسے دار پر کھینچا جب ترکمانون نے سلطان مسعود کی خبر حرکت مرو کیطرف سنی ایلچی
بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندہاے مطیع ہین اگر سلطان ہمارے حال پر نظر ترحم مبذول فرماکر ایک مقام چراگاہ مقرر فرماوے تو ہم اپنے اہل و عیال و چوپایونکو
لیکر وہان مقیم ہون اور ہم سب اپنی ذات سے آنکر سرکار کی ملازمت مین حاضر ہوکر خدمت مین مشغول ہونگے مراحم سلطانی سے یہ امر بعید نہوگا
سلطان مسعود نے ملتمس اُنکی قبول فرمائی کیا و بیغو کے پاس کہ اُس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جا کر اُس سے سجل اس مضمون کی
لے کہ مین بعد تحریر اس وثیقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب نہونگا پھر حد چراخوار اُنکے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود عہد و پیمان اُنسے لیکر وہانسے
ہرات کیطرف متوجہ ہوا اور اس راہ مین ایک جماعت ترکمانون سے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت لائی اور چند مرد قتل کرکے تھوڑا اسباب
لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت اُنکے تعاقب مین روانہ کی تو سب باغیون کو تہ تیغ کرکے اُنکے اہل و عیال کو اسیر کیا اور اُنکے سر
سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سر گدھون پر لاد کر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض عہد کرے سزاوار
اسکا ہو بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نتھی اور اس جماعت کی نسبت جو مین چاہتا تھا ہو چکا سلطان مسعود ہرات
سے نیشاپور اور وہانسے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانونسے مقابل آئی اور جنگ کرکے اُنمین سے اکثر مقتول ہوئے اُسوقت یہ بھی
خبر پہونچی کہ باد آورد کے باشندون نے اپنا حصار ترکمانونکو دیا ہے سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کرکے وہانکے آدمیونکو قتل کیا اور پھر نیشاپور
مین معاودت کرکے اس سال کا جاڑا وہان کاٹا جب موسم بہار آیا سنہ ۴۳۰ چارسو تیس ہجری مین طغرل بیگ سلجوقی کے تدارک کیواسطے باد آورد گیا
طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہوکر ترن اور باد آورد مین بھاگا سلطان مسعود دہستہ کے راستہ سے سرخس کیطرف واپس آیا رعایا دہستہ کی
جو خراج کے دینے مین پہلوتہی کرتی تھی اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کرکے اُنکا قلعہ ویران کیا اور وہانسے عنان عزیمت
دندانقان کیطرف معطوف فرمائی اور جب وہان پہونچا آٹھوین رمضان سنہ ۴۳۱ چارسو اکتیس ہجری مین ترکمانون نے اطراف و جوانب سے ہجوم لاکر
راہین غزنین کیطرف کی مسدود کین سلطان مسعود نے لاچار ہوکر صفوف جنگ آراستہ کین اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمان بھی اپنی فوج آراستہ کرکے
مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اس ما بین مین اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے
جاملے سلطان نے شجاعت اور تہور کو کام فرمایا بنفس نفیس اپنے میدان قتال مین آیا اور چند مرد ترکمانون کے سردار دشمن سے ضرب شمشیر و
نیزہ و تیر سے گرائے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ سلطان کی اطاعت مین تھی اُنھون نے
بھی بیوفائی کی اور معرکہ قتال مین پشت دیکر غزنین کیطرف مفرور ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس نرہا بقوت و مردانگی اُس
معرکہ سے باہر آیا اور کسیکو یہ قدرت اور حوصلہ نتھا کہ اُسکا تعاقب کرتا جب مرو مین داخل ہوا چند شخص لشکریون سے اُس سے جاملے
اور وہانسے غور کی راہ سے غزنین مین آیا اور اُن افسرونکو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے تھے مثل علی دایہ اور حاجب شیبانی
و بلکتغدی حاجب کو گرفتار کرکے جرمانہ کیا اور ہندوستانکے قلعون مین بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ مین اُن مجلس مین ملک کے لئے
اور امیر مسعود نے تراکمہ سلجوقی کے دفع مین عاجز ہوکر چاہا کہ لشکر کو ہند لیجاوے تا ایک قوت بہم پہونچا کر ترکمانونکے سر پر تاخت لاوے

اور اُنکے افعال ناشایستہ کی سزا دیوے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبدالصمد وزیر کو اُسکے ہمراہ کرکے اسطرف بھیجا اور ارتگین حاجب کو اُسکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اُسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقاتل پر لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اُس حدود کے انتظام میں مشغول ہو اور شہزادہ امیر ایزدیار کو کوہ پایہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہانکے افاغنہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت اُنکی مضرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعوں میں تھے غزنین میں لایا اور شتروں پر لادکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور اثنار راہ سے کسی کو اپنے بھائی امیر محمد مکحول کو قلعہ سے لانیکو بھیجا اور جب مسافرخانہ ماکلہ میں پہونچے ساتھ ایک قول کے آب جہلم میں کہ اس زمانے میں ساتھ آب بہت کے شہرت رکھتا تھا بعض غلامان نے بیشتر شتران خزانہ مسعود سے دوچار ہو کر سب غارت کیا اسی اثنا میں امیر محمد وہاں پہونچا اور جب غلاموں نے جانا کہ اس قسم کا ظلم پیش رفت ہوا تو بیگانگی سے کہ امیر مسعود سے سرزد ہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کرکے امیر مسعود کے سر پر گئے اور امیر مسعود اس رباط میں قلعہ بند ہوا اور فوج کے گروہ کا اہل وطن کی جدائی اور سفر ہندوستان سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماکلہ کے اندر سے کہ آب سندھ کے قریب ہے گرفتار کرکے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کہ مع حرم اور اپنی اولاد کے وہاں بود باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہیں اس حصار کی روانگی کیوقت بعصار زر خرچی سے محتاج ہوا ایلچی سلطان محمد کے دربار بھیجکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اسکے واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متالم اور متاثر ہوا قطرات عبرات اپنے رخسارہ پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز اسیوقت میں مالک تین ہزار شتر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال میں گرفتار ہوں کہ اپنے مقربوں سے ہزار دینار قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت فرمائے اور مع زر مرسلہ مسترد واپس کیا اور سلطان محمد کہ آنکھ اُسکی نور بصر سے بے نصیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ خبط دماغ کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی مسعود ما ... وقتی کے فارغ ہوا اور احمد باتفاق سلیمان بن یوسف سبکتگین اور پسر علی خویشاوند کے اور اپنے باپ کے بے مشورہ قلعہ گیری میں جاکر سنہ ۴۳۳ چار سو تینتیس ہجری میں مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں ایک چاہ عمیق میں زندہ گراکر خاک سے پٹوا دیا اور بعض مورخین نے اور لکھے ہیں کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کرکے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بروایت دیگر مدت اُسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ کھینچا اور وہ بادشاہ شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت بافراط رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور اُن پر تازہ انواع احسان و انعام مبذول فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابیں تالیف کیں ازانجملہ استاد ابوریحان خوارزمی منجم جو اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضیات میں بے نظیر رکھتا تھا قانون مسعودی اور علم ریاضی اسکے نام نامی تحریر کیں اور ایک فیل نقرہ اسکے صلہ میں پایا اور قاضی ابو محمد ناصحی نے بھی کتاب مسعودی فقہ میں مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شاہ افاضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا میں مسطور ہے کہ شہاب الدولہ مسعود تصدق بہت مستحقوں کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اپنے ماہ رمضان میں ایک دن لاکھ درم مستحقوں کو پہونچائے اور اوائل سلطنت میں اُسکے اسقدر مدرسے اور مسجدیں تعمیر ہوئیں کہ زبان اسکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہے۔ **ذکر سلطنت ابوالفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا۔** جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا امیر محمد مکحول نے جزع فزع بہت کی اور اُن لوگوں کو جنھوں نے اُسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود ابن امیر مسعود کو کہ بلخ میں استقامت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اُسکا یہ ہے کہ فلاں فلاں اشخاص نے اپنے باپ کے قصاص میں امیر مسعود کو قتل کیا اور دوسروں کو اس بارہ میں اختیار نہ تھا مودود نے اسکے درجواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ امیر کی عمر کو دراز دیا کرے

سلامت رکھیو اور اُسکے فرزند دلبند احمد کو ایسی عقل کرامت فرمائیو کہ سبب اُسکے معاش کرسکے اور جو وہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا یعنی خون
ایک بادشاہ کا ناحق کرایا کہ امیر المومنین نے اُسے سید الملوک والسلاطین کا لقب دیا تھا منتقم حقیقی جلد اُسکے اس فعل ناشائستہ کی
پاداش نصیب کرے اور نامہ کی پشت پر لکھا کہ بقصد انتقام مارکلہ کیطرف نہضت کرے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد وزیر نے اس
عزیمت سے اُسے باز رکھا اور غزنین مین لیگیا غزنین کے تمام باشندے اُسکے استقبال کو آئے اور اُسکے شریک ہوئے پس سنہ ۴۳۲ چار سو بتیس ہجری مین
غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نامی اپنے پسر کوچک کو سپہ سالار پیشاور اور ملتان کا کرکے آب سندھ کے اطراف سے استقبال مودود
کیواسطے بھیجا اور دشت دینور مین چچا اور بھتیجے کے درمیان نائرۂ قتال شعلہ زن ہوا عاقبت الامر نسیم فتح وظفر افواج مودود کے پرچم پر چلنے لگی
محمد مع اپنے فرزندون و نوشتگین بلخی اور پسر علی خویشاوند و سلیمان بن یوسف جو فتنہ مسعود کے بانی تھے تمام اسیر اور دستگیر ہوئے اور
مودود کے غلامون نے بنیت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سوا سبکو قتل کیا اور سبب اُسکی نجات کا یہ تھا کہ جسوقت مسعود کو قید کیا عبد الرحیم
کے بھتیجے اور عبد الرحمن اُسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے ازروے تمسخر دست بے ادبی دراز کرکے عمامہ امیر مسعود کے سر سے اتارا اور عبد الرحیم
نے اُسکے ہاتھ سے چھینکر اپنے عم بزرگوار کے زیب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کرکے دشنام دی اور آخر کو مضمون من عمل صالحاً
فلنفسہ ومن اساء فعلیہا وقوع مین آیا القصہ مودود جب قاتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہوا اُس موضع مین کہ اُسکو صورت فتح نمودار
ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافر خانہ اُسمین تیار کرکے اُسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور بھائیون کا قلعہ گیری
سے غزنین مین روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر رکھا اور سنہ ۴۳۴ چار سو چونتیس ہجری مین
اُسے معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا و ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اُسکے امرا سے تھا ہندوستان مین
بھیجا تو نامی ولد محمد مکحول ابن سلطان محمود سے محاربہ کرکے قتل کیا بعد اُسکے کچھ اندیشہ سوا اسکے چھوٹے بھائی مجدود بن مسعود کے
نرہا کہ باپ کے قضیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا ایاز خاص کی اعانت سے آب سندھ سے ہانسی اور تھانیسر تک جیسا کہ سزاوار ہے ضبط
کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا پھر اُسی سال ایک لشکر جرار اُسکے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجدود اس امر سے خبردار ہوا مع افواج کثیر
بلدۂ ہانسی سے کہ اِس مقام مین واسطے تسخیر دار الملک دہلی کے توطن اختیار کرکے کمین فرصت کا جویا تھا استقبال فرمایا اور قبل اسکے کہ
لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہووے اپنے تئین آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو اُس مقام مین پہونچایا اور قریب تھا کہ اُسکے نہیب وصلابت کے
خوف سے مودود کی فوج مین سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امراے غزنین اُسکی ملازمت مین مشرف ہون ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود کے تئین
خرگاہ مین مردہ پایا اور کیفیت اُسکی ہرگز دریافت نہوئی اور ایاز نے بھی چند روز مین وفات پائی مملکت ہندوستان کی اُسقدر کہ ساتھ
اُسکے تعلق رکھتی تھی بلا جنگ و جدل سلطان مودود کے متعلقون کے تصرف مین آئی اور ماوراء النہر کے بادشاہون نے بھی اُسکی اطاعت اختیار
کی لیکن سلجوقیون نے باوصف اِسکے کہ مودود جعفر بیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح مین لایا تھا اُسیطرح مقام نزاع مین تھے اور سنہ ۴۳۵
چار سو پینتیس ہجری مین راے دہلی اور دوسرے راجاؤن نے اتفاق کرکے بلدۂ ہانسی اور تھانیسر کو مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے
تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور
مسخر کرکے متصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ مین پھر برسم قدیم بت نصب کرکے ازسرنو بت پرستی کی رسمین اِس حدود مین رواج دین
اور شرح اِس قضیہ کی یون ہو کہ راے دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ مین مشاہدہ کیے ایک براہمہ ابلیس صفت کی
رہبری اور وسوسہ سے اپنے امراے ارکان دولت کو حاضر کرکے کہا کہ آج شب کو بت نگرکوٹ نے میری خواب مین آکر کہا مین نے
اس مدت تک غزنین مین اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کہ متزلزل اور ویران کرون اب جو مقصد حاصل ہوا چاہتا ہون کہ اپنے

مرکز اصلی مین مراجعت کردن مین سنے فتح دا ضرت تمھین امداد فرمائی چاہیکہ اسقدر ولایت جو تمھارے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوئی ہو اپنے اقدم مین لاؤ اور مجھے اِس جگہ حاضر پاؤ کفار نے اُس دکنوشل ایک مدۂ ہاے اعیاد (جمع عید ۱۲) کے تصور کرکے جشن کیئے اور نہایت محظوظ ہوئے اور راے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بہم پہونچا کر مشابہ بصورت اُس بت کے ایک شکل تیار کرو سنگ تراشون نے فوراً کمر خدمت بست کرکے ہندؤن کے واسطے ایک معبود اُس بت کی شبیہ بنایا اور راے دہلی نے راجہ ہاے اطراف سے متفق ہوکر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور ظاہر اُس قلعہ مین خیمہ اور خرگاہ بلند کیا جب پردۂ شب مانع اور حائل رویت ابصار ہوا اور خلق بادۂ نوم سے غافل و مست ہوئی راے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن راہنمو کو دیا تو اُسے اُس باغ مین کہ اس نواح مین واقع تھا موضع لائق اور مقام سزاوار مین نصب کرے برہمن اُس معبود مصنوع مشعور کو اٹھا کر اُس باغ مین لیگیا اور جاے مناسب بہم پہونچا کر اُس مقام مین منصوب کیا اور علی الصباح جب نگار خاوری نے سر دریچہ قصر زمردی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اٹھایا اور عادت قدیم کے موافق باغ مین صبح جھٹے (آفتاب ۱۲) اور جو اُس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے بعد ذوق و شوق مین آکر اُسکے ہو پہنچنے اور آمدنی آپ مین مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جابجا منتشر ہوئی اور لشکرگاہ مین شور عظیم اور غوغاے شدید برپا ہوا اور راے دہلی اپنے فرزندون اور عزیز دلی و بزرگونکو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پابرہنہ معبود مصنوع کی تعظیم کیواسطے باغ کو روانہ ہوا اور رسم مروجہ بجالاکر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم اُسکا بجالاکر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک شب مین غزنین سے مسافت بعید طی کرکے یہان رونق افروز ہوئے ہین صعوبت سفر اور کوفت راہ سے آج کے دن بستر خواب پر استراحت فرمائے کل بارعام ہوگا عامۂ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذرین اور صدقات اپنے اوپر معین اور لازم کیے دوسرے روز اُس بت کی خدمتمین پہونچکر اسقدر جواہر و تحف و پیشکش (تحائف پیشکش ۱۲) اُسکے پاؤن پر گرایا کہ محمود کی روح پر فتوح ہندوستانکی طرف روانہ ہوئی اور وہ برہمن اُس بت سنگین کے پاس ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اُس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگرکوٹ کو جو میرا مسکن ہے جلد مسخر اور مفتوح کرو سپاہ ہند از روے اخلاص و اعتقاد قلعہ کی تسخیر مین ساعی اور لوازم محاصرہ مین مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی محافظت مین مصروف تھے آغاز شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر برج اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امراے غزنویہ کے پاس جو لاہور مین تھے ایلچی بھیجکر کمک طلب کی جو اُنکے درمیان مین نفاق بہم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت مین پڑا تھا تحصنونکی فریاد کو نہ پہونچے محصورون نے ناچار ہوکر کفار سے جان و عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کیطرف راہی ہوئے اور اپنے ابناے جنس سے جاملے اور راے دہلی نے بتخانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان مین مشہور ہوئی کفار مسرور اور مبتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگرکوٹ کے تیرتھ اور زیارت کو دوڑے اور بت پرستی کا بازار گرم کیا اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور عظیم اور کار دشوار مین اُس بت سے مشورہ کرتے ہین اگر اجازت دی تو اُس کام کو آغاز کرکے بخوبی کوشش کرتے ہین نہین اُس کام سے دست کش ہوتے ہین اور یہ امر اُس زمانے مین بعضے مردم اُس دیار سے جو دعوی ایمان و اسلام کا کرتے ہین اُنمین اثر کر گیا یعنے اس جماعت بیشعور سے لوازم مشورت بجالاتے ہین اور زر خطیر نقد و جنس اِس بتخانہ مین بقصد ثواب بھیجتے ہین اور اس عرصہ مین مملکت پنجاب وغیرہ مین راے جو شیران لشکر اسلام کے خوف سے لومڑی کیطرح جنگلون اور بیشون مین دم دبا کر چھپتے تھے اُنھون نے بھی خاطر جمعی سے سر اٹھایا اور تین راجہ زبردست دس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امراے اسلام جو مودود بن مسعود کی اطاعت سے دست کش تھے کوچہ بندی کرکے سنگ راہ ہوئے تھے اور چھ سات مہینے سے اپنی جاگیرات و مناصب کیواسطے ایک دوسرے سے جنگ

و جدل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور جرأت سے واقف ہوکر خصومت چھوڑ مقام موافقت میں آئے اور مودود بن امیر مسعود کی اطاعت
کے بارہ میں عہد و پیمان بجالائے پھر بہیئت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوئے رانگان جب کیفیت حال سے
واقف ہوئے بلا جنگ بھاگ گئے اور سنہ ۴۳۴ چار سو چونتیس ہجری میں مودود ارتگین حاجب کو طخارستان کی طرف روانہ کیا
ارتگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ داود ترکمان کا بیٹا ارمن میں آیا ہے لشکر کثیر سے اُسپر چڑھائی کی اور جب اُسکے قریب پہونچا
پسر داود ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارتگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مرد اہل تبرد
اُسکے لشکر کے قتل کیے اور بلخ میں آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اُس سے اُنہوں کو بلخ کے
قریب آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب تمام اُسکی معروض قبول میں نہ آئی مع فوج پنجہ کابل کے راستہ سے غزنین میں آیا اور
امیر مودود نے سنہ ۴۳۵ چار سو پینتیس ہجری میں بعضے لوگوں کے اغواے و تفہیم کے سبب ابو علی کو توال غزنین سے رنجیدہ ہوکر اُسکو محبوس کیا
اور آخر کو جب بیگناہی اُسکی ثابت اور متحقق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر مناصب دیوانی ممالک اور کو توالی غزنین پر بحال کیا اور سوری بن
معتز کو وہ قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ قبہ ضریح مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام میں تھا اور اس عرصہ میں دیوان رہا تھا
اُسے بھی قید کیا یہانتک کہ وہ حبس میں فوت ہوا اور ارتگین سے کچھ فعل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اُسکی
گردن ماری اور اس سال ترکمانان ملک غزنویہ کی طمع میں بست کی اطراف میں آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجکر اُنھیں بھگا دیا
دی اور سنہ ۴۳۶ چار سو چھتیس ہجری میں خواجہ طاہر وزیر با تدبیر نے بھی وفات پائی اور خواجہ ابو الفتح عبد الرزاق بن احمد بن حسن میمندی
صدر وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کو بست کیطرف روانہ کیا اُسنے سیستان میں جاکر ابو الفضل کے بھائی ابو زکی ابو المنصور کو
قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین میں لایا اور سنہ ۴۳۷ چار سو سینتیس ہجری میں ترکمانان سلجوقی جمعیت کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوئے جب بست سے
گذرے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہوکر جنگ میں مصروف ہوا جنگ شدید کے بعد ترکمانوں نے
ہزیمت پائی اور اُنمیں سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرمسیر قندھار میں گیا اور اس ولایت کے ترکمانوں کو
کہ سرخ کلاہ مشہور تھے قتل کیا اور اُنمیں سے بہت اسیر کرکے غزنین میں لایا اور سنہ ۴۳۸ چار سو اڑتیس ہجری میں امیر مودود نے طغرل کو
پھر مع لشکر انبوہ بُست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیا باد پہونچا سعادت کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا اور جب
یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اُسکی استمالت یعنی اپنی طرف میل دینے اور راغب کرنے کو بھیجے طغرل نے جواب دیا کہ
ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہے مجھسے دشمنی رکھتی ہے میں دربار حضور میں حاضر نہیں ہو سکتا اسکے بعد امیر مودود نے
علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اُسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اُس حوالی میں پہونچا طغرل چند آدمیوں سے بھاگا اور علی نے اُسکے لشکر
کو غارت کرکے متفرق کیا اور اُنمیں سے چند کس غزنین میں گرفتار کر لایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ باستگین کو غور کیطرف روانہ کیا
جب غور کے قریب پہونچا دلہیے غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابو علی میں گیا اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ابو علی کو جو غور کے معتبر سرداروں سے
تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر اُسپر قبضہ نہ پایا تھا دلہیے غوری اور ابو علی کو زنجیر میں
مسلسل کرکے غزنین میں لایا اور سلطان نے اُن دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب باستگین کو بہرام نیال کے تدارک کو
جو ترکمانوں کا سالار تھا روانہ کیا اور بُست کے اطراف میں طرفین سے تکھے ہوکر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے اور سنہ ۴۴۱ چار سو
اکتالیس ہجری میں امیر قزدار نے حد سے گذر کر سلطان کی نافرمانی پر کمر باندھی امیر باستگین اُسپر تاخت لایا قزدار بھی حرب میں
مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کانمیں ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر صاحب معاودت کرکے غزنین

میں آیا اور سنہ چار سو چالیس ہجری میں مودود نے اپنے دونوں بیٹوں کو یعنی ابو القاسم محمود اور منصور کو ایک قدر خلعت و طبل و علم دیا ابو القاسم محمود کو لاہور میں اور منصور کو پرشور کیطرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو فوجدار کرکے ہندوستان بھیجا تو وہانکے سرکشونکو گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابو علی پہلے پشاور میں گیا جب قلعہ ماہتیلہ کا آہنگ کیا آہین نام حاکم اس قلعہ کا کہ باغی ہوا تھا جریدہ بھاگا اور ابو علی سنہ ہجری تیلک جو ہنود کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد میں خدمتین کرکے عمر گذرانی تھی بعضے امور کے سبب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہپایہ کشمیر میں بسر لیجاتا تھا اُسی سے بیحد استمالت بہت کی اور لیئے رو برو طلب کیا اور عہد و پیمان و قول و قرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام افغانستان میں آیا اور اُسکی تسلی فرمائی اور اُنھیں دنوں میں کہ بو علی کوتوال سر بین تھا اسکے دشمنون نے از روے حسد بُری خبرین امیر مودود کے خاطرنشان کی تھین لہذا جب بو علی کوتوال مع اموال بسیار غزنین میں آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر میرک بن حسین کے سپرد کیا چار روز کے بعد دشمنون نے اُسے قید میں ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے مرضی مرتکب اس فعل کے ہوئے تھے اس خون کے اخفا کے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریص کرتے تھے تو اور یہ خبر ذہنین مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخرالامر امیر نے سفر کابل اختیار کیا اور چاہا کہ وہانسے خراسان جاؤں اور وہ مملکت ترکمان کے تصرف سے برآوردہ کرون جب سجاوندار ڈھوکردہ کی نواح میں پہونچا قادہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ خزانہ وہان بہم پہنچا اوسی اتفاقاً امیر مودود اُس قلعہ میں قولنج کی بیماری مین مبتلا ہوا اور دیر بروز مرض زور دار قوت پکڑتی چلی آیا عبد الرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیو نکے تصرف میں آیا تھا بھیجا اور خود محفہ میں اور گاہے ہاتھی پر سوار ہوکر غزنین کیطرف مراجعت فرمائی غزنین میں پہونچا میرک وکیل کو عین مرض میں تکلیف دی کہ ابو علی کو قیدخانہ سے رہا کرکے حاضر کرو میرک وکیل نے حیلے پیش کرکے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نگذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسوین رجب سنہ ۴۴۱ ہجری کو عالم فانی سے انتقال کیا [illegible] مدت کی نو برس ہی کہتے ہیں اس سال ماوراء النہر و بامیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متعہد ہوئے تھے کہ اُسے مال و لشکر سے مدد کرکے ترکان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کرین مگر طالع انکا قوی تھا اپنا کام کیا۔ **ذکر سلطنت ابو جعفر مسعود بن مودود بن محمود غزنوی کا** جب مودود نے رخت بعزم سفر آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو کہ طفل چہار سالہ تھا تخت غزنین پر بٹھایا جو باستگین حاجب کہ امرائے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس امر میں شریک ہوا اسکے اور علی بن ربیع کے درمیان جنگ کی نوبت [illegible] غزنین کے تمام باشندے مسلح ہوکر باستگین کے مکان پر آئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزندوں میں سے ابو الحسن علی شہر میں تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ اسے دفع کرے وہ اسوقت بھاگ کر باستگین کے پاس گیا اور باستگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے مسعود بن مودود کو باوصف اسکے کہ پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابو الحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا۔ **ذکر سلطنت ابو الحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا** جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ چار سو اکتالیس ہجری میں سلطان ابو الحسن علی بن مسعود نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو جعفر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور علی بن ربیع میرک وکیل کے اتفاق سے زر و جواہر جسقدر اٹھ سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلامونکے اتفاق سے پشاور کیطرف بھاگا اور اس خطہ کو ملتان اور سندھ تک اپنے قبضہ میں لایا افغانونکو جو ظلم و جور سے خرابی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمان بردار کیا اور سلطان ابو الحسن علی نے اپنے بھائیونکو یعنی مردان شاہ اور یزد شاہ نام تھا قلعہ نائی سے دارالامان غزنین میں لائے اور معزز و مکرم کیا اور جو ذکر خروج عبد الرشید کا درمیان نہین تھا خزانہ کا دروازہ کھولکر بہت مال آدمیونکو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبد الرشید نے اسی سال اخیر میں غزنین میں پہونچکر اُسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہوکر عزت میں بسر لیگیا ابو الحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس درازی قبول کی ذکر زیں لہٰذا۔ **سلطان عبد الرشید کی سلطنت کا** سلطان عبد الرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہے

اور مودود کے حکم سے وہ اِس قلعہ مین جو بُست اور اسفراین کے درمیان واقع ہے محبوس تھا عبدالرزاق بن احمد حسین میمندی نے اثنائے راہ مین مودود کے فوت کی خبر سُنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ کیا آباد مین آکر چند عرصہ مقام کیا اور خواجہ ابوالفضل اور رشید بن التونتاش حاجب و نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر ۴۴۳ھ چار سو تینتالیس ہجری مین عبدالرشید کو کہ سلطان مودود نے بھی اپنی حین حیات مین اِسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ بر کوچ غزنین کیطرف روانہ ہوا سلطان ابوالحسن علی بن مسعود اِس خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبدالرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آبا و اجداد کے تخت پر متمکن ہوکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور سلطان ابوالحسن علی کو دستیاب کرکے قلعہ دندی مین قید کیا اور علی بن ربیع کو جو ہندوستان مین تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے روبرو بلایا اور نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور امرائے عالیشان اور سپاہ نمایان اُسکے ہمراہ کرکے بلدہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اُسنے اُس حدود مین جاتے ہی قلعہ نگرکوٹ کو کہ اہلِ کفار سابق فرقون سے متصرف ہوئے تھے پانچ چھہ روز کے عرصہ مین اُنکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب کو جو سلطان مودود کا سالا تھا اور بہن اسکی سلطان مودود کے سلک ازدواج مین انتظام رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کرکے جمعیت تمام بہم پہونچائی اور سلطنت کی فکر مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبدالرشید اسکا ارادہ سمجھکر غزنین مین متحصن ہوا طغرل نے شہر کو مسخر کرکے عبدالرشید اور سلطان محمود کی اولاد کہ نو شخص تھے انکو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالہ نکاح مین لاکر طغرل کافرنعمت مشہور ہوا اور نوشتگین کرخی جو عبدالرشید کے حسب الحکم لاہور سے برآمد ہوکر پشاور کے اطراف مین پہونچا تھا نامہ مشتمل محبت و دوستی تحریر کیا لیکن نوشتگین کرخی طیش مین آیا اُس کور نمک کافرنعمت کے مکتوب کا جواب نعلغت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب بھیجکر اُسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسیطرح بعضے امرائے غزنویہ کو جو پروردہ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر کیے اُنھون نے اعمال قبیحہ طغرل سے اغماض کرکے نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت مین آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود کے تخت پر اجلاس کرکے بار عام کیا غاصب نے جرأت کا قدم آگے بڑھایا اور اس کافرنعمت صاحب کش کو کہ چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اِس حادثے سے چند روز کے بعد غزنین مین پہونچا اشراف و اعیان کو جمع کرکے امیر ناصرالدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی اُنمین سے تین شخص قلعہ مین زندہ تھے اُنکا نام فرخزاد اور ابراہیم اور شجاع تھا اُنمین سے قرعہ اختیار سلطنت کا فرخزاد کے نام پڑا اُسے بلواکر ہاتھون ہاتھ تخت سلطنت پر بٹھایا اور اُسکا حلقہ بیعت اپنے کان مین ڈالا عبدالرشید کی مدت سلطنت برس روز تھی اور طبقات ناصری مین وارد ہے کہ طغرل کافرنعمت سے پوچھا کہ کسواسطے تونے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جسوقت کہ سلطان عبدالرشید مجھے سیستان بھیجنے لگے اور ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اُسوقت ایسا خوف اُسپر غالب ہوا کہ ہاتھ اُسکا کانپنے لگا مین سمجھا کہ یہ مرد بادشاہی کے لائق نہین ہے پھر مجھپر ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ مین بھی کہ اپنی مراد کو پہونچا مصرع سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است * مدت سلطنت عبدالرشید کی برس روز سے بھی کم تھی۔

ذکر جمال الدولہ فرخزاد بن سلطان مسعود کا

جب سلطان فرخزاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضہ اہتمام مین سپرد کی اسی عرصہ مین داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پاکر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی باستعداد تمام اسکے محاربہ کے آہنگ مین غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی فریقین کے فریقین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہوکر ہاہائی ایکدوسرے کے زمانے سے برلائے اور طلوع صبح سے غروب آفتاب تک دونون قوم کے مبارزون نے کارزار مین اشتغال کیا ایکدوسرے کے نیست و نابود کرنے کے سوا دوسرے کام مین